DAWAT-E-ISLAMI
بُنیادی عَقائد
اور
مَعمولاتِ اَہلسنّت
پیشکش:
مجلسِ اِفتاء (دعوتِ اسلامی)

بنیادی عقائد
اور
معمولاتِ اہلسنّت

پیش کش: مَجْلِسِ اِفتاء

ناشر

مکتبۃُ المدینہ باب ُ المدینہ کراچی

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللہ

نام کتاب : بنیادی عقائد اور معمولات اہلسنّت

مُؤلِّف : مفتی فضیل رضا قادری عطاری مُدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی

پہلی بار :

تعداد :

ناشر : مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنَہ فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پُرانی سبزی منڈی کراچی

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

فون	نمبر	پتہ
فون:021-32203311	01	......کراچی: شہید مسجد کھارادر باب المدینہ کراچی
فون:042-37311679	02	......لاھور: داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ
فون:041-2632625	03	......سردار آباد: (فیصل آباد) امین پور بازار
فون:058274-37212	04	......کشمیر: چوک شہیداں میرپور
فون:022-2620122	05	......حیدر آباد: فیضان مدینہ آفندی ٹاؤن
فون:061-4511192	06	......ملتان: نزد پیپل والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ
فون:044-2550767	07	......اوکاڑہ: کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد نزد تحصیل کونسل ہال
فون:051-5553765	08	......راولپنڈی: فضل داد پلازہ کمیٹی چوک اقبال روڈ
فون:068-5571686	09	......خان پور: درانی چوک نہر کنارہ
فون:0244-4362145	10	......نواب شاہ: چکرا بازار نزد MCB
فون:071-5619195	11	......سکھر: فیضان مدینہ بیراج روڈ
فون:055-4225653	12	......گوجرانوالہ: فیضان مدینہ شیخوپورہ موڑ گوجرانوالہ
	13	......پشاور: فیضان مدینہ گلبرگ نمبر 1 النور سٹریٹ صدر

www.dawateislami.net, E.mail:ilmia@dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

فرمانِ مصطفٰےصلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم:نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِه یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔(معجم کبیر، یحیٰی بن قیس، ج ٦، ص ١٨٥، حدیث: ٥٩٤٢)

دو مَدَنی پھول:

{١} بغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

{٢} جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

{١} ہر بار حمد و{٢} صلوٰۃ اور{٣} تعوُّذو{٤} تَسمِیہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صفحہ کے اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہو جائے گا)۔{٥} رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لیے اس کتاب کا اوّل تا آخِر{٦} حتی الوسع باوُضُو اور {٧} قِبلہ رُو مطالَعہ کروں گا۔{٨} قرآنی آیات اور{٩} احادیثِ مبارکہ کی زیارت کروں گا۔{١٠} جہاں جہاں "اللہ" کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور{١١} جہاں جہاں "سرکار" کا اسمِ مبارک آئے گا وہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم{١٢} نیز صحابۂ کرام اور بزرگانِ دین کے نام کے ساتھ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پڑھوں گا۔{١٣} کتابت وغیرہ میں شَرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا(مصنّف یا ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

....‥....‥....‥....

از مفتی فُضَیل رضا قادری عطاری مُدَّظِلُّہُ الْعَالِی

عِلمِ عقائد ایک اہم علم ہے اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات و صفات، انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے فضائل و احوال، قیامت اور اس کے مُتعلِّقات کو بیان کیا جاتا ہے۔ جس میں یہ بیان ہوتا ہے کہ ذات وصفاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں مسلمانوں کو کیا عقیدہ رکھنا چاہئے، انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، حضراتِ صحابہ اور اولیاء رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے متعلق کیا عقیدہ ہونا چاہئے، قیامت و احوالِ قیامت کیا ہیں، جنّت و دوزخ کسے کہتے ہیں اور ان کے متعلق کیا عقیدہ رکھنا چاہئے، کن کن چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے اور کن چیزوں کا انکار آدمی کو کفر و گمراہی کے عمیق گھڑے میں پھینک دیتا ہے اور کون سے ایسے افعال ہیں جن کے کرنے سے آدمی دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ **"بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنّت"** میں اسلام کے بنیادی عقیدوں اور معمولاتِ اہلسنّت کے متعلق خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدرُ الافاضل علامہ مولانا مفتی سید محمد نعیمُ الدین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِیْ کی عقائد پر مشتمل مختصر تصنیف **"کتابُ العقائد"** اور مفتی خلیل خان برکاتی عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کی تصنیف **"ہمارا اسلام"** اور صدرُ الشریعہ بدرُ الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کی شہرۂ آفاق تصنیف **"بہارِ شریعت حصہ اول و نہم"** سے استفادہ کیا گیا ہے علاوہ اَزیں جاءَ الحق اور دارُ الافتاء اہلسنت سے جاری ہونے والے فتاوی سے بھی مدد لی گئی ہے خاص بات یہ کہ اس میں عوامُ الناس کی ذہنی سطح کا خیال رکھتے ہوئے سوال وجواب کے انداز میں کافی تسہیل سے کام لیا گیا ہے تاکہ عقائد کا بیان پڑھتے ہوئے عوام کو مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اسی طرح آسان و

سَہل اُردو میں **"معمولاتِ اہلسنّت"** کو جو کہ بلاشبہ مستحسن و باعثِ خیر وبرکت اعمال ہیں ان کے متعلق پُر مغز معلومات کو دلائل و حوالہ جات کی روشنی میں ترتیب دیا گیا ہے تاکہ لوگ معمولاتِ اہلِ سنت کو واضح دلائل کی روشنی میں بخوبی جان سکیں اور جائز و مستحسن بات کو غلط فہمی و کم علمی کی بناء پر ناجائز و حرام نہ کہیں۔ اوراس طرح کے بے جا اعتراضات کرنے والے بہک جانے والے افراد کے دامِ فریب میں نہ آئیں اسکولوں اور کالجوں کے طالب علموں کے لئے بھی یہ کتاب کافی مفید ثابت ہو گی بشرطیکہ ان بنیادی باتوں کو توجہ سے پڑھیں اور ان ضروری عقائد کو سمجھ کر ذہن نشین کریں بلکہ میں تو کہوں گا کہ اگر اسے اسکولوں اور کالجوں کے نصاب میں شامل کرلیا جائے تو اس سمت سے بھی مسلمانوں کی بڑے پیمانے پر خیر خواہی ہو گی اللہ تعالیٰ اسے قبولِ عام نصیب کرے اور مجھے اخلاص کی دولت کے ساتھ باقیات صالحات کی خوب کثرت کی توفیق عطا فرمائے۔

ابو الحسن فضیل رضا القادری العطاری عَفَاعَنْهُ الْبَادِی

....…....…....…....

مسواک کی فضیلت

حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی مکرم، نورِ مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان برکت نشان ہے: اَلسِّوَاکُ مَطْھَرَۃٌ لِلْفَمِ مَرْضَاۃٌ لِلرَّبِّ یعنی "مسواک منہ کی پاکیزگی اور اللہ عزوجل کی خوشنودی کا سبب ہے۔" (سنن ابنِ ماجہ، ص ۲۴۹۵، حدیث ۲۸۹)

فہرست (حصّہ اوّل)

بُنیادی عقائد

••••...••••...••••...••••

معمولاتِ اہلسنّت

••••...••••...••••...••••

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ذات وصفاتِ باری تعالیٰ

سوال: کیا دنیا ہمیشہ سے ہے؟

جواب: جی نہیں۔

سوال: کیا دنیا ہمیشہ رہے گی؟

جواب: نہیں، کیونکہ یہاں کی ہر چیز کیلئے ایک عمر ہے۔ پہلے وہ پیدا ہوتی ہے اور جب تک اس کی عمر ہے باقی رہتی ہے، پھر فنا ہو جاتی ہے۔

سوال: دنیا کی چیزیں پیدا اور فنا کرنے والا کون ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ۔

سوال: وہ کب پیدا ہوا اور کب تک رہے گا؟

جواب: وہ پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی فنا ہو گا۔ پیدا وہ چیز ہوتی ہے جو پہلے نہ ہو خود سے ہمیشہ سے نہ ہو جبکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، سب کو وہی پیدا کرتا ہے اسے کسی نے پیدا نہیں کیا، وہی سب کو فنا کرتا ہے اور اسے کوئی فنا نہیں کر سکتا اس کا ہونا ضروری ہے اور عدم یعنی نہ ہونا محال (ناممکن) ہے۔

سوال: کیا اکیلے اُسی نے ساری دنیا بنا ڈالی یا کوئی اور بھی اس کے ساتھ شریک ہے؟

جواب: کوئی اس کا شریک نہیں، سب اس کے بندے اور اس کے پیدا کئے ہوئے ہیں، وہ اکیلا تمام جہان کا پیدا کرنے والا ہے، وہ بڑی قدرت والا ہے، کوئی ذرّہ اس کے حکم کے بغیر ہِل نہیں سکتا۔

سوال: کیاماں باپ سے بڑھ کر بھی کوئی مہربان ہے؟

جواب: اللہ عَزَّوَجَلَّ ماں باپ سے بڑھ کر بلکہ سب سے زیادہ مہربان اور رحم فرمانے والا ہے۔

سوال: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بارے میں یہودی، عیسائی اور مشرکین کیا کہتے ہیں؟

جواب: یہودی حضرت عُزَیر عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اور عیسائی حضرت عیسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا بیٹا کہتے ہیں، اسی طرح مشرکین فرشتوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بیٹیاں کہتے ہیں اور اس کے ساتھ مخلوق میں سے کسی نہ کسی کو شریک ٹھہراتے ہیں۔ یہ سب کفر ہے اور مسلمانوں کے عقیدہ کے خلاف ہے کفار و مشرکین جیسا اسے ماننے کا حق ہے سچے دل سے اس طرح نہیں مانتے کفریّہ و شرکیہ اقوال و افعال میں مبتلا رہتے ہیں بُرے عقیدے رکھتے ہیں اور ہاں نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نبوّت کا بھی انکار کرتے ہیں ان پر ایمان لاکر اور ان کی لائی ہوئی شریعت کی ہر ہر بات کو سچے دل سے قطعی تصدیق کرنا اسلام میں داخل ہونے اور نجات کے لئے ضروری ہے اس سے انکار کرتے ہیں۔

سوال: مسلمان اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ یکتا ہے، وہ نہ کسی کا باپ، نہ بیٹا، نہ اس کی کوئی بیوی، نہ رشتہ دار، وہ سب سے بے نیاز ہے اور ساری مخلوق اس کی پیدا کَردَہ اور اسی کی محتاج ہے وہ سارے عالَم کا پاک پروردگار ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

سوال: ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کیوں کرتے ہیں؟

جواب: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق ہی نہیں۔ اس کی نعمتیں اور اس کے احسان بے انتہا ہیں، وہی اِس کا مستحق یعنی حقدار ہے کہ اس کی عبادت کی جائے وہ عالَمین کا

رب ہے سارے عالَم کا خالق و مالک ہے وہی عبادت کے لائق ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

سوال: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بارے میں کچھ اور عقائد بھی بتائیں جن کا جاننا ضروری ہے؟

جواب: وہ ہر کمال و خوبی کا جامع اور ہر عیب و نقصان اور برائی سے پاک ہے۔ وہ ظاہر اور چھپی ہر چیز کو جانتا ہے کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں۔ جیسے اس کی ذات یعنی وہ خود ہمیشہ سے ہے اس کی تمام صفات (خوبیاں) بھی ہمیشہ سے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیشہ سے زندہ، قدرت والا، سننے والا، دیکھنے والا، کلام کرنے والا، ارادہ فرمانے والا ہے، وہی تمام جہان کا بنانے والا ہے۔ آسمان، زمین، چاند، تارے، آدمی، جانور اور جتنی چیزیں ہیں سب کو اُسی نے پیدا کیا۔ وہی پالتا ہے سب اُسی کے محتاج ہیں۔

سوال: اللہ عَزَّوَجَلَّ قدرت والا ہے اس بارے میں کچھ بتائیں؟

جواب: سارے اختیارات کا مالک اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی ہے۔ روزی دینا، زندگی دینا، موت دینا اس کے اختیار میں ہے۔ وہ سب کا مالک ہے، جو چاہے کرے اس کے حکم میں کوئی خلل نہیں ڈال سکتا، گناہ معاف فرمانے والا، توبہ قبول فرمانے والا ہے۔ اس کی پکڑ نہایت سخت ہے جس سے بغیر اُس کے چھوڑے کوئی چھوٹ نہیں سکتا۔ عزّت، ذِلّت اس کے اختیار میں ہے، جسے چاہے عزّت دے، جسے چاہے ذلیل کرے، جسے چاہے امیر کرے، جسے چاہے فقیر کرے۔ جو کچھ کرتا ہے حکمت ہے، انصاف ہے، اس کا ہر کام حکمت ہے، بندوں کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ مسلمانوں کو جنّت عطا فرمائے گا، کافروں پر دوزخ میں عذاب کرے گا۔ الغرض وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اسے کوئی روکنے والا نہیں بلکہ مخلوق میں سے کسی کو بھی جو اختیار حاصل ہے اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے، بغیر اس کے دیئے کوئی کچھ نہیں

کرسکتا۔ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا اور قیامت قائم فرمائے گا مسلمانوں کو جنت میں بھیجے گا اور کفار کو دوزخ کی بھڑکتی آگ میں داخل کرے گا بعض گنہگار مسلمانوں کو بھی جب تک چاہے گا گناہوں کی سزا کے طور پر دوزخ کی آگ میں داخل کرے گا اور آخر کار انہیں محض اپنے فضل و کرم سے اور اپنے حبیب کی شفاعت سے جنت میں داخل فرمادے گا۔

....…....…....…....

نبوّت کا بیان

سوال: نبی کسے کہتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے جن پاک بندوں کو اپنے احکام پہنچانے کے لئے بھیجا ان کو ''نبی'' کہتے ہیں اور انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہی وہ بشر (انسان) ہیں جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہے۔

سوال: وحی کیا ہوتی ہے؟

جواب: وحی کا لغوی معنی پیغام بھیجنا، دل میں بات ڈالنا، خفیہ بات کرنا۔ شریعت کی اصطلاح میں وحی اس کلام کو کہتے ہیں جو کسی نبی پر اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہو۔

سوال: پیغمبروں اور دوسرے انسانوں میں کیا فرق ہے؟

جواب: زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ نبی و رسول خدا کے خاص اور معصوم بندے ہوتے ہیں، ان کی نگرانی اور تربیت خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ صغیرہ کبیرہ گناہوں سے بالکل پاک ہوتے ہیں۔ عالی نسب، عالی حسب (یعنی بلند سلسلۂ خاندان) انسانیت کے اعلیٰ مرتبے پر پہنچے ہوئے، خوبصورت، نیک سیرت، عبادت گزار، پرہیزگار، تمام اخلاقِ حسنہ سے آراستہ اور ہر قسم کی برائی سے دور رہنے والے ہوتے ہیں، انہیں عقلِ کامل عطا کی جاتی ہے جو اوروں کی

عقل سے درجوں بلند و بالا ہوتی ہے۔ کسی حکیم اور کسی فلسفی کی عقل کسی سائنسدان کی فَہم و فِراست اس کے لاکھویں حصے تک بھی نہیں پہنچ سکتی اور عقل کی ایسی بلندی کیوں نہ ہو کہ یہ اللہ کے لاڈلے بندے اور اس کے محبوب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہر ایسی بات سے دور رکھتا ہے جو باعثِ نفرت ہو، اسی لیے انبیاءِ کرام کے جسموں کا بَرَص (سفید داغ) جُذام (کوڑھ) وغیرہ ایسی بیماریوں سے پاک ہونا ضروری ہے جس سے لوگ نفرت کرتے ہیں۔ پھر تمام مخلوق میں سارے نبیوں میں سب سے بڑھ کر عقلِ کامل واکمل ہمارے نبی مکرم حضرت محمد مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو عطا فرمائی گئی ہے چنانچہ حضرت وَہب بن مُنَبِّہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں میں نے اکہتر ۷۱ آسمانی کتابوں میں لکھا دیکھا ہے کہ روزِ اول سے قیامت قائم ہونے تک تمام جہان کے لوگوں کو جتنی عقل عطا کی گئی ہے وہ سب ملکر حضرت محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عقل کے آگے ایسی ہے جیسے دنیا کے تمام ریگستان کے سامنے ریت کا ایک دانہ (ذرہ)۔ (1)

سوال: جو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے جیسا بشر یا بھائی برابر کہے وہ کون ہے؟

جواب: حضور سرورِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے جیسا بشر یا بھائی برابر کہنے والے یا کسی اور طرح حضور کا مرتبہ گھٹانے والے مسلمان نہیں، گمراہ، بددین ہیں۔ قرآنِ کریم میں جگہ جگہ کافروں کا یہ طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ نبیوں کو اپنے جیسا بشر کہتے تھے اسی لیے گمراہی اور کفر میں پڑے۔ (2)

سوال: نبیوں کو غیب کا علم ہوتا ہے یا نہیں؟

---

(1) ……فتاوی رضویہ، ۱۴۹/۳۰، ملخصًا

(2) ……ہمارا اسلام، حصہ اول، ص ۲۰

جواب: انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام غیب کی خبر دینے کے لیے ہی آتے ہیں۔ حساب کتاب، جنت و دوزخ، ثواب عذاب، حشر نشر، فرشتے وغیرہ غیب نہیں تو اور کیا ہیں؟ یہ وہی بتاتے ہیں جن تک عقل نہیں پہنچتی مگر یہ علمِ غیب کہ ان کو ہے اللہ تعالیٰ کے دیئے سے ہے لہٰذا ان کا علم عطائی (اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا) ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے جس کی کوئی حد نہیں اور اس کی صفت ہے ہمیشہ سے ہے۔ اس طرح علمِ غیب نبیوں اور رسولوں کے لئے ماننے والے کو شرک کا الزام دینا بھی حماقت اور خود کفر و شرک کے معنی سے ہی جہالت ہے اور سخت گمراہی کی بات ہے بلکہ مطلقاً انبیائے کرام کے لئے علمِ غیب کا انکار کرنا تو قرآنِ کریم کی نصِّ قطعی کے انکار کی وجہ سے کفر ہے۔

سوال: کیا کوئی عبادت و ریاضت سے نبوّت حاصل کر سکتا ہے؟

جواب: ہر گز نہیں، نبوّت بہت بلند اور بڑا مرتبہ ہے۔ کوئی شخص عبادت وغیرہ سے حاصل نہیں کر سکتا، چاہے عمر بھر روزہ دار رہے، رات بھر سجدوں میں رویا کرے، تمام مال و دولت خدا کی راہ میں صدقہ کر دے، اپنے آپ بھی اس کے دین پر فدا ہو جائے یعنی جان قربان کر دے مگر اِس سے نبوّت نہیں پا سکتا۔ نبوّت اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے ہمارے پیارے آقا و مولیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ اب کوئی نبی ہر گز نہ آئے گا جو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو آخری نبی نہ مانے مسلمان نہیں کافر و مرتد ہے بلکہ آخری نبی ہونے میں شک ہی کرے یا کسی نئے نبی کے آنے کو ممکن ہی کہے کھلا کافر ہے کہ اس کا حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آخری نبی ہونے پر ایمان ہی نہیں اور مسلمان ہونے کے لئے آپ کو اللہ کا آخری نبی صدقِ دل سے قطعیت کے ساتھ تسلیم کرنا ضروری ہے۔

سوال: کسی نبی کی تعظیم وتوقیر نہ کرنا کیسا؟

جواب: انبیاءعَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تمام مخلوق سے افضل ہیں، ان کی تعظیم وتوقیر یعنی عزت واحترام فرض اور ان کی ادنیٰ توہین یعنی گستاخی یا تکذیب یعنی جھٹلانا کفر ہے۔ آدمی جب تک ان سب انبیاءعَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو نہ مانے مومن نہیں ہوسکتا۔ شیطان اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی آدم عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بے ادبی اور گستاخی کرنے ہی کی وجہ سے ملعون قرار دیا گیا۔ پتا چلا کہ انبیاءِ کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بے ادبی شیطانی کام ہے اب آخری نبی ہمارے نبی مکرم محمد مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی لائی ہوئی شریعت کو ماننا مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے اب کوئی نیا نبی اور نئی شریعت نہیں آئے گی۔

سوال: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں انبیاءِ کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا کیا مقام ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے دربار میں انبیاءعَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بہت عزّت اور بڑا مقام ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے اس کے محبوب ہوتے ہیں ان پر وحی نازل ہوتی ہے انہیں طرح طرح کے کمالات و معجزات عطا کئے جاتے ہیں ساری مخلوق میں سب سے افضل رُتبہ انبیائے کرام ہی کا ہوتا ہے حتی کہ فرشتوں سے بھی افضل ہوتے ہیں۔

سوال: رسول کسے کہتے ہیں؟

جواب: انبیاءعَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں سے جو نئی شریعت لائے ان کو رسول کہتے ہیں۔

سوال: جو نبی وفات پاچکے انہیں مردہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: تمام انبیاءعَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اپنی قبروں میں ایسے زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے، ایک آن (گھڑی بھر) کے لئے ان پر موت آئی پھر زندہ ہوگئے۔ جو انہیں مردہ کہے گمراہ بد دین، شیطان کے راستہ پر چلنے والا ہے اس کے تو سائے سے بھی دور رہنا چاہئے۔

سوال: کیا سارے انبیاءِ کرام برابر ہیں؟

جواب: انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نبی ہونے میں برابر ہیں البتہ ان کے مَراتِب میں فرق ہے۔ بعض کا مرتبہ بعض سے اعلیٰ ہے۔ سب سے بڑا رُتبہ ہمارے آقا و مولیٰ سیِّدُ الانبیاء محمد مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ہے۔

سوال: حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مقام سب سے بلند اور اعلیٰ کیوں ہے؟

جواب: تمام انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جو کمالات جدا جدا عنایت ہوئے وہ سب اللہ تعالیٰ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذاتِ عالی میں جمع فرمادیئے اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خاص کمالات جو دوسرے انبیاء میں نہیں تھے وہ بھی بہت زائد ہیں۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمام انبیاءِ کرام کے بھی سردار ہیں، فرشتوں کے بھی سردار ہیں اور ساری مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔

امام اہلسنّت عَلَیْہِ الرَّحمَۃ فتاویٰ رضویہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں: ”امام علامہ جلال الدین سیوطی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے "خصائص کبری" میں اڑھائی سو کے قریب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خصائص جمع کئے۔ اور یہ صرف ان کا علم تھا، ان سے زیادہ علم والے زیادہ جانتے تھے۔۔۔ پھر جس قدر حضور اپنے فضائل و خصائص جانتے ہیں دوسرا کیا جانے گا، اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے زیادہ علم والا ان کا مالک و مولیٰ جَلَّ وَعَلَا (ہے)۔“[1]

سوال: سب سے آخری نبی کون ہیں؟

جواب: حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خاتَمُ النبیّین ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے نبوّت کا سلسلہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ختم فرمادیا۔

---

[1] ۔۔۔ فتاویٰ رضویہ، ۳۰/۲۵۳، ملتقطاً

سوال: جو کہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد بھی کوئی نبی آسکتا ہے، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد کسی کو نبوّت نہیں مل سکتی۔ جو شخص حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد کسی کو نبوّت ملنا جائز سمجھے یا آپ کے آخری نبی ہونے میں شک ہی کرے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ سچے دل سے قطعیّت کے ساتھ حضرت محمد مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آخری نبی ہونے کا عقیدہ رکھنا بھی مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے۔

سوال: اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تک پہنچنے کا کیا راستہ ہے؟

جواب: خدا کی راہ انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہی کے ذریعے ملتی ہے اور انسان کی نجات کا دارومدار (انحصار) انہیں کی فرمانبرداری پر ہے۔

سوال: کیا جِنّ اور فرشتے بھی نبی ہوتے ہیں؟

جواب: نہیں، نبی صرف انسانوں میں سے ہوتے ہیں اور ان میں سے بھی فقط مرد، کوئی عورت نبی نہیں ہو سکتی البتہ رسول انسانوں کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ فرشتوں میں بھی رسول ہیں۔

سوال: قرآنِ مجید میں کن انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ذکر ہے؟

جواب: اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے ہمارے آقا حضور سیّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک بہت نبی بھیجے، قرآنِ پاک میں جن کا ذکر ہے، ان کے اسماءِ مبارکہ یہ ہیں: حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، حضرت ابراھیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، حضرت اِسحٰق عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، حضرت یعقوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، حضرت موسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، حضرت ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ

السَّلَام، حضرت ہود عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، حضرت داوٗد عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، حضرت سلیمان عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، حضرت ایوب عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، حضرت زکریّا عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، حضرت یحییٰ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، حضرت عیسیٰ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، حضرت الیاس عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، حضرت الیسع عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، حضرت یونُس عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، حضرت ادریس عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، حضرت ذُوالکفل عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، حضرت عُزَیر عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، حضرت صالح عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، حضور سیّدُ المرسلین مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

سوال: کیا غیرِ نبی (جو نبی نہیں) کے پاس بھی وحی آتی ہے؟

جواب: وحیِ نبوّت غیرِ نبی کے پاس نہیں آتی، جو اس کا قائل یعنی ماننے والا ہو وہ کافر ہے۔

سوال: کیا انبیاء کے سوا اور کوئی بھی معصوم ہوتا ہے؟

جواب: ہاں، فرشتے بھی معصوم ہوتے ہیں۔

سوال: معصوم کس کو کہتے ہیں؟

جواب: جو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہو اور اس وجہ سے اس کا گناہ کرنا ناممکن ہو۔

سوال: کیا امام اور ولی بھی معصوم ہوتے ہیں؟

جواب: انبیاء عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور فرشتوں کے سوا معصوم کوئی بھی نہیں ہوتا، اولیاء کو اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے گناہوں سے بچاتا ہے مگر معصوم صرف انبیاء اور فرشتے ہی ہیں۔

سوال: دنیا میں سب سے پہلے آنے والے نبی کون ہیں؟

جواب: دنیا میں سب سے پہلے آنے والے نبی آدم عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں ان سے پہلے آدمیوں کا سلسلہ نہ تھا۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اپنی قدرتِ کاملہ سے بغیر ماں باپ کے پیدا کیا اور اپنا خلیفہ یعنی نائب بنایا اور علمِ اسماء عنایت کیا۔ فرشتوں کو ان کے سجدے کا حکم کیا، انہیں سے انسانی نسل چلی، تمام آدمی انہیں کی اولاد ہیں۔

سوال: علمِ اسماء کس کو کہتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے جو حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ہر چیز اور اُس کے ناموں کا علم عطا فرمایا تھا اس کو علمِ اسماء کہتے ہیں۔

سوال: فرشتوں نے حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو کیسا سجدہ کیا تھا؟

جواب: یہ سجدہ تعظیمی تھا جو خدا کے حکم سے ملائکہ نے کیا اور سجدۂ تعظیمی پہلی شریعتوں میں جائز تھا ہماری شریعت میں جائز نہیں اور سجدۂ عبادت پہلی شریعتوں میں بھی خدا کے سوا کسی اور کے لئے جائز نہیں ہوا۔ جو مخلوق میں سے کسی کو سجدۂ عبادت کرے گا کافر ہو جائے گا اور تعظیماً سجدہ کرے گا تو سخت گنہگار اور عذابِ نار کا حقدار ہو گا کہ ہماری شریعت میں سجدۂ تعظیمی بھی حرام ہے۔

....…....…....…....

معجزات کا بیان

سوال: معجزہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: وہ عجیب و غریب کام جو عام طور پر یعنی عادۃً ناممکن ہوں اور ایسی باتیں اگر نبوّت کا دعویٰ کرنے والے سے اس کی تائید میں ظاہر ہوں تو ان کو "معجزہ" کہتے ہیں[1] جیسے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے عصا کا اژدھا بن جانا، حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا میلوں دور سے چیونٹی کی آواز سن لینا، حضرت داوٗد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ہاتھ میں لوہے کا موم کی طرح نرم ہو جانا، حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا مُردوں کو زندہ کرنا، ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لوٹانا، چاند کے دو ٹکڑے کرنا وغیرہ۔

سوال: انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو معجزات کیوں عطا کئے جاتے ہیں؟

---

[1] ۔۔۔ کتاب العقائد، ص۱۹

جواب: معجزات انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نبوّت کی دلیل ہیں۔ معجزات دیکھ کر آدمی کا دل نبی کی سچائی کا یقین کر لیتا ہے جس کے ہاتھ سے قُدرت کی ایسی نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں جن کے آگے سب لوگ عاجز و حیران ہیں ضرور وہ خُدا کا بھیجا ہوا ہے چاہے ضِدّی دُشمن نہ مانے مگر دل یقین کر ہی لیتا ہے اور عقل والے ایمان لے آتے ہیں۔

سوال: کیا کوئی نبوّت کا جھوٹا دعویٰ کر کے معجزہ نہیں دکھا سکتا؟

جواب: نبوّت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا معجزہ ہر گز نہیں دکھا سکتا اور قُدرت اس کی تائید نہیں فرماتی۔

سوال: ہمارے حضور سیّدُ الانبیاء صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کتنے معجزات ہیں؟

جواب: ہمارے حضور سیّدُ الانبیاء صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے معجزات بہت زیادہ ہیں ان میں سے معراج شریف بہت مشہور معجزہ ہے۔

سوال: معراج کے معجزے کے بارے میں کچھ بتائیے؟

جواب: حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رات کے تھوڑے سے حصّہ میں مکّہ معظّمہ سے بیتُ المقدس تشریف لے گئے، وہاں انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی امامت فرمائی۔ بیتُ المقدس سے آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے قُرب کا وہ مرتبہ پایا کہ کبھی کسی انسان یا فرشتے، نبی یا رسول نے نہ پایا تھا۔ خداوندِ عالَم کا جمالِ پاک اپنی مبارک آنکھوں سے دیکھا، کلامِ الٰہی سنا، آسمان و زمین کے تمام مُلک ملاحظہ فرمائے یعنی دیکھے، جنّتوں کی سیر کی، دوزخ کا معائنہ فرمایا یعنی اپنی آنکھوں سے دیکھا، مکّہ معظّمہ سے بیتُ المقدس تک راستے میں جو قافلے ملے تھے صبح کو ان کے حالات بیان فرمائے۔[1]

---

[1]۔۔۔ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیرت اور معجزات کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے کتاب ''سیرتِ مصطفٰے'' (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ فرمائیں۔

سوال: کیا معراج کا سفر نیند کی حالت میں ہوا تھا؟

جواب: جی نہیں، بلکہ عین بیداری کی حالت میں ہوا تھا۔

سوال: یہ معراج جسمِ اطہر کے ساتھ تھی یا فقط روح کی تھی؟

جواب: یہ معراج جسمِ اطہر اور روح دونوں کے ساتھ ہوئی تھی، جیسا کہ امامِ اہلسنّت سیدی اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ فرماتے ہیں: معراج شریف یقیناً قطعاً اسی جسمِ مبارک کے ساتھ ہوا نہ کہ فقط روحانی۔[1]

سوال: کیا نبی کے علاوہ بھی کسی سے معجزہ ظاہر ہو سکتا ہے؟

جواب: جی نہیں، معجزہ صرف نبی کے ساتھ خاص ہے۔

سوال: معجزہ اور کرامت میں کیا فرق ہے؟

جواب: وہ عجیب و غریب کام جو عادۃً ناممکن ہو جسے نبی اپنی نبوّت کے ثبوت میں پیش کرے اور اس سے منکرین عاجز ہو جائیں وہ معجزہ ہے اور ولی سے ظاہر ہو تو کرامت ہے۔[2]

....…....…....…....

قرآن شریف کا بیان

سوال: دنیا میں کوئی آسمانی کتاب بھی ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: آسمانی کتاب سے کیا مطلب ہے؟

جواب: خدا کی کتاب۔

سوال: کون سی؟

---

[1] ـــ فتاویٰ رضویہ، ۱۵/۷۴

[2] ـــ قانونِ شریعت، ص ۲۵

جواب: قرآن شریف۔

سوال: اس میں کیا بیان ہے؟

جواب: اس میں سارے علم ہیں۔

سوال: وہ کتاب کس لئے آئی ہے؟

جواب: بندوں کی رہنمائی کیلئے تاکہ بندے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جانیں اور ان کی مرضی کے کام کریں۔

سوال: قرآن شریف کس پر اترا؟

جواب: حضرت محمد مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر۔

سوال: کب اُترا؟

جواب: آپ کی ظاہری حیاتِ طیبہ کے زمانے میں اب سے تقریباً چودہ سو برس پہلے۔

سوال: کیا قرآن شریف کے سوا اللہ تعالیٰ نے کوئی اور کتاب بھی اُتاری تھی؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کون کون سی؟

جواب: سب کتابوں کے نام تو معلوم نہیں، البتہ مشہور کتابیں یہ ہیں۔ توریت شریف، انجیل شریف، زَبور شریف۔

سوال: یہ کتابیں کن کن انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر نازل ہوئیں؟

جواب: توریت حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر، زَبور حضرت داوٗد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر، انجیل حضرت عیسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر نازل ہوئی۔

سوال: کیا صحیح توریت، صحیح انجیل اور صحیح زبور آج کل کہیں ملتی ہے؟

جواب: جی نہیں۔

سوال: کیوں؟

جواب: عیسائیوں اور یہودیوں نے ان کتابوں میں اپنی مرضی سے گھٹا بڑھا کر کچھ کا کچھ کر دیا، بہت سا مضمون بدل دیا ہے یہ اپنی اصل شکل میں باقی نہیں ہیں۔

سوال: کیا صحیح قرآن شریف ملتا ہے؟

جواب: جی ہاں قرآن شریف ہر جگہ صحیح ملتا ہے۔

سوال: کیا وہ نہیں بدلا؟

جواب: وہ نہیں بدل سکتا۔ اس میں ایک حرف کا بھی فرق نہیں ہو سکتا۔

سوال: کیوں؟

جواب: اس لئے کہ اس کا نگہبان اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے اور قرآنِ پاک میں اس کی حفاظت کا ذِمّہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ کرم پر لیا ہے۔

سوال: قرآن شریف کہاں ملتا ہے؟

جواب: ہر شہر اور ہر گاؤں میں، ہر مسلمان کے گھر میں ہوتا ہے اور مسلمانوں کے بچوں کو بھی یاد ہوتا ہے۔

سوال: تم نے کیسے جانا کہ وہ خدا کی کتاب ہے؟

جواب: جیسے خدا کی بنائی ہوئی چیزوں کی طرح کوئی چیز کسی سے نہیں بن سکتی ایسے ہی قرآن شریف کی طرح کوئی کتاب کسی سے نہیں بن سکی اس سے ہم نے جانا کہ وہ خدا کی کتاب ہے۔ آدمی کی ہوتی تو کوئی اور بھی ویسی ہی بنا سکتا۔

سوال: کیا ہندوؤں کے پاس کوئی خدا کی کتاب ہے؟

جواب: نہیں۔

سوال: وید کیا ہے؟

جواب: پرانے زمانے کے شاعروں کی نظمیں۔

....…....…....…....

ملائکہ کا بیان

سوال: فرشتے کسے کہتے ہیں؟

جواب: فرشتے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ایماندار اور عزت والے بندے ہیں جو اس کی نافرمانی کبھی نہیں کرتے ہیں، ہر قسم کے گناہ سے معصوم ہیں۔ ان کے جسم نورانی ہیں، وہ نہ کچھ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں، ہر وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں مصروف ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں یہ قدرت یعنی طاقت دی ہے کہ وہ جو شکل چاہیں اختیار کریں۔

سوال: فرشتوں کے ذمّہ کیا کیا کام ہیں؟

جواب: وہ جُدا گانہ کاموں پر مقرر ہیں۔ بعض جنّت پر، بعض دوزخ پر، بعض آدمیوں کے عمل لکھنے پر، بعض روزی پہنچانے پر، بعض پانی برسانے پر، بعض ماں کے پیٹ میں بچہ کی صورت بنانے پر، بعض آدمیوں کی حفاظت پر، بعض روح قبض کرنے پر، بعض قبر میں سوال کرنے پر، بعض عذاب پر، بعض رسول عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے دربار میں مسلمانوں کے درود و سلام پہنچانے پر، بعض انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس وحی لانے پر۔

سوال: ملائکہ کے پاس کس قدر طاقت ہوتی ہے؟

جواب: ملائکہ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بڑی قوت عطا فرمائی ہے، وہ ایسے کام کرسکتے ہیں جسے لاکھوں آدمی مل کر بھی نہیں کرسکتے۔

سوال: مشہور فرشتے کون کون سے ہیں؟

جواب: تمام فرشتوں میں سے یہ چار فرشتے بہت مشہور اور بڑی عظمت رکھتے ہیں: حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل، حضرت اِسرافیل، حضرت عِزرائیل عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام۔

سوال: کیا فرشتے دیکھنے میں آتے ہیں؟

جواب: ہمیں تو نظر نہیں آتے مگر جنہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہتا ہے وہ فرشتوں کو دیکھتے ہیں۔ انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام انہیں ملاحظہ فرماتے ہیں، ان سے کلام ہوتا ہے۔ قبروں میں مُردے بھی فرشتوں کو دیکھتے ہیں اور بھی جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے، دیکھ سکتا ہے۔

سوال: ہر آدمی کے ساتھ ایک ہی فرشتہ عُمر بھر اس کے عمل لکھا کرتا ہے یا کئی فرشتے لکھتے ہیں؟

جواب: نیکی اور بدی کے لکھنے والے علیحدہ علیحدہ ہیں اور رات کے علیحدہ اور دن کے علیحدہ ہیں۔

سوال: نامۂ اعمال لکھنے والے ان فرشتوں کو کیا کہتے ہیں؟

جواب: کراماً کاتبِیْن۔

سوال: کُل کتنے فرشتے ہیں؟

جواب: بہت ہیں ہمیں ان کی تعداد معلوم نہیں۔

••••...••••...••••...••••

تقدیر کا بیان

سوال: تقدیر کسے کہتے ہیں؟

جواب: دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اور بندے جو کچھ کرتے ہیں نیکی، بدی وہ سب اللہ عَزَّوَجَلَّ

کے علمِ اَزَلی کے مطابق ہوتا ہے۔ جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علم میں ہے اور اس کے پاس لکھا ہوا ہے، اسی کو تقدیر کہتے ہیں۔

ہر بھلائی برائی اس نے اپنے علمِ اَزَلی کے مُوافق مُقدّر فرمادی ہے جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ لیا تو یہ نہیں کہ جیسا اس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اس نے لکھ دیا زید کے ذمّہ برائی لکھی اس لئے کہ زید برائی کرنے والا تھا اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا وہ اس کے لئے بھلائی لکھتا تو اس کے علم یا اس کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا تقدیر کے انکار کرنے والوں کو نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس امت کا مجوس بتایا ہے۔ (1)

سوال: تقدیر کی کتنی قسمیں ہیں کیا تقدیر بدل بھی جاتی ہے؟

جواب: تین قسمیں ہیں (١) مُبرَم حقیقی (٢) مُعلّقِ محض (٣) معلقِ شبیہ بہ مُبرَم

پہلی قسم یعنی مُبرَمِ حقیقی وہ ہوتی ہے جو علمِ الٰہی میں کسی شے پر مُعلّق نہیں۔

دوسری قسم یعنی مُعلّقِ محض وہ ہوتی ہے جس کا ملائکہ کے صحیفوں میں کسی شے پر مُعلّق ہونا ظاہر فرما دیا گیا ہو۔

تیسری قسم یعنی مُعلّقِ شبیہ بہ مُبرَم وہ ہوتی ہے جس کا ملائکہ کے صحیفوں میں مُعلّق ہونا ظاہر نہ فرمایا گیا ہو مگر علمِ الٰہی میں کسی شے پر مُعلّق ہو۔

ان میں سے پہلی قسم مُبرَم حقیقی کا بدلنا ناممکن ہے اللہ تعالٰی کے محبوب بندے اکابرین بھی اتفاقاً اس میں کچھ عرض کرتے ہیں تو انھیں اس خیال سے روک دیا جاتا ہے

---

(1) ....بہار شریعت، حصہ ١، ١/ ١١

جب قومِ لوط پر فرشتے عذاب لے کر آئے تھے تو سیّدنا ابراہیم خلیلُ اللہ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ان کافروں کے بارے میں اتنی کوشش کی کہ اپنے رب سے جھگڑنے لگے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں یہ بات ارشاد فرمائی کہ ﴿یُجَادِلُنَا فِیْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴾[1] ”ہم سے جھگڑنے لگا قومِ لوط کے بارے میں۔“

یہ قرآنِ عظیم نے اُن بے دینوں کا رَد فرمایا جو محبوبانِ خدا کی بارگاہِ عزّت میں کوئی عزّت و وجاہت نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ اس کے حضور کوئی دَم نہیں مار سکتا، حالانکہ اُن کا رب عَزَّوَجَلَّ اُن کی وجاہت اپنی بارگاہ میں ظاہر فرمانے کو خود ان لفظوں سے ذکر فرماتا ہے کہ: ”ہم سے جھگڑنے لگا قومِ لوط کے بارے میں“، حدیث میں ہے: شبِ معراج حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک آواز سُنی کہ کوئی شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ بہت تیزی اور بلند آواز سے گفتگو کر رہا ہے، حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جبریلِ امین عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے دریافت فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ عرض کی: موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، فرمایا: کیا اپنے رب پر تیز ہو کر گفتگو کرتے ہیں؟ عرض کی: اُن کا رب جانتا ہے کہ اُن کے مزاج میں تیزی ہے۔ جب آیۂ کریمہ ﴿وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴾[2] نازل ہوئی کہ ”بیشک عنقریب تمھیں تمھارا رب اتنا عطا فرمائے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔“ تو حضور سیّدُ المحبوبین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

”اِذاً لاَّ اَرْضٰی وَوَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِیْ فِی النَّارِ“[3]

---

1 ....پ۱۲، ھود: ۷۴

2 ....پ۳۰، الضحٰی: ۵

3 ....تفسیر کبیر، پ۳۰، الضحی: تحت الآیۃ: ۵، ۱۱/۱۹۴

”ایسا ہے تو میں راضی نہ ہوں گا، اگر میرا ایک اُمتی بھی آگ میں ہو۔“

یہ تو شانیں بہت رفیع (بلند) ہیں، جن پر رفعت عزّت وجاہت ختم ہے۔ صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِمْ مسلمان ماں باپ کا کچّا بچّہ جو حمل سے گر جاتا ہے اُس کے لیے حدیث میں فرمایا: کہ ”روزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اپنے ماں باپ کی بخشش کے لیے ایسا جھگڑے گا جیسا قرض خواہ کسی قرض دار سے، یہاں تک کہ فرمایا جائے گا:

”اَیُّھَا السِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّہٗ“[1]

”اے کچے بچے! اپنے رب سے جھگڑنے والے! اپنے ماں باپ کا ہاتھ پکڑ لے اور جنت میں چلا جا۔“

خیر یہ تو جملہ مُعْتَرِضَہ تھا، مگر ایمان والوں کے لیے بہت نافع اور شیاطینُ الاِنس کی خباثت کا دافع تھا، کہنا یہ ہے کہ قومِ لوط پر عذاب قضائے مُبرَمِ حقیقی تھا، خلیلُ اللہ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اس میں جھگڑے تو اُنہیں ارشاد ہوا:

”اے ابراہیم! اس خیال میں نہ پڑو... بیشک اُن پر وہ عذاب آنے والا ہے جو پھرنے کا نہیں۔“

اور وہ جو (دوسری قسم یعنی) ظاہر قضائے مُعلّق ہے، اس تک اکثر اولیا کی رسائی ہوتی ہے، اُن کی دُعا سے، اُن کی ہمّت سے ٹل جاتی ہے اور وہ جو (تیسری قسم یعنی مُعلّق شبیہ بہ مُبرَم) متوسّط حالت میں ہے، جسے صُحُفِ ملائکہ کے اعتبار سے مُبرَم بھی کہہ سکتے ہیں، اُس تک خواص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔ حضور سیّدُنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اسی کو فرماتے ہیں: ”میں

---

[1]....ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فیمن أصیب بسقط، ۲/۲۷۳، حدیث: ۱۶۰۸

قضائے مُبرَم کو رد کر دیتا ہوں‘‘ [1] اور اسی کی نسبت حدیث میں ارشاد ہوا: ’’اِنَّ الدُّعَاءَ یَرُدُّ الْقَضَاءَ بَعْدَ مَا اُبْرِمَ‘‘ [2] ’’بیشک دُعا قضائے مُبرَم کو ٹال دیتی ہے۔‘‘ [3]

سوال: کیا تقدیر کے موافق کام کرنے پر آدمی مجبور ہوتا ہے اس بارے میں عقیدہ کیا رکھنا چاہیئے؟

جواب: نہیں۔ بندہ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے نیکی، بدی کے کرنے پر اختیار دیا ہے۔ وہ اپنے اختیار سے جو کچھ کرتا ہے وہ سب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے یہاں لکھا ہوا ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ قضا و قدر کے مسائل عام عقلوں میں نہیں آسکتے، ان میں زیادہ غور و فکر کرنا سببِ ہلاکت ہے، صدیقِ اکبر و فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمایا گیا تھا۔ تو ہم اور آپ کس گنتی میں ہیں...! اتنا سمجھ لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو پتھر اور دیگر جمادات کی طرح بے حس و حرکت نہیں پیدا کیا، بلکہ اس کو ایک نوعِ اختیار (یعنی ایک طرح کا محدود اختیار) دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے، چاہے نہ کرے اور اس کے ساتھ ہی عقل بھی دی ہے کہ بھلے، بُرے، نفع، نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیّا کر دیے ہیں، کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے اُسی قسم کے سامان مہیّا ہو جاتے ہیں اور اسی بنا پر اُس پر مؤاخذہ ہوتا ہے۔ اس سچے عقیدہ کو یاد رکھا جائے اور دل میں بسا لیا جائے اسی پر قائم رہا جائے غیر ضروری غور و خوض سے باز رہا جائے تو وسوسوں سے چھٹکارا مل جاتا ہے، یہ عقیدہ بھی یاد رہے کہ اپنے آپ کو بالکل مجبور سمجھنا یا بالکل

---

1 ..... مکتوباتِ امام ربانی، مکتوب نمبر ۲۱۷، ۱/ ۱۲۳۔ ۱۲۴

2 ..... الفردوس بمأثور الخطاب، ۵/ ۳۶۴، حدیث: ۸۴۴۸، بتغیرٍ

3 ..... بہارِ شریعت، حصہ ۱، ۱/ ۱۲۔ ۱۶، بتغیرٍ

مختار سمجھنا دونوں گمراہی کی بات ہیں۔[1]

سوال: بعض لوگ بُرا کام کرکے کہتے ہیں کہ تقدیر میں ایسا ہی لکھا تھا ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: بُرا کام کرکے تقدیر کی طرف نسبت کرنا اور مشیّتِ الٰہی کے حوالے کرنا بہت بُری بات ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جو اچھا کام کرے اسے مِنْ جَانِبِ اللہِ (اللہ کی طرف سے) کہے اور جو بُرائی سَرزَد ہو اسے شامتِ نفس (اپنا قصور) تصوّر کرے۔[2]

....

موت اور قبر کا بیان

سوال: کیا کسی شخص کی عُمر بڑھ یا کم ہو سکتی ہے؟

جواب: ہر شخص کی جو عُمر مقرر ہے نہ اس سے کم ہو سکتی ہے اور نہ بڑھ سکتی ہے۔

سوال: جب وہ عُمر پوری ہو جاتی ہے پھر کیا معاملہ ہوتا ہے؟

جواب: مَلکُ الموت یعنی حضرت عِزرائیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اس کی جان نکال لیتے ہیں، موت کے وقت مرنے والے کے داہنے، بائیں جہاں تک نظر جاتی ہے فرشتے ہی فرشتے دکھائی دیتے ہیں۔ مسلمان کے پاس رحمت کے فرشتے، کافر کے پاس عذاب کے۔ مسلمانوں کی روح کو فرشتے عزّت کے ساتھ لے جاتے ہیں اور کافروں کی روح کو فرشتے حقارت کے ساتھ لے کر جاتے ہیں۔

---

1 ..... بہار شریعت، حصہ ۱، ۱/ ۱۸، بتغیرٍ

2 ..... بہار شریعت، حصہ ۱، ۱/ ۱۹

سوال: کیا مرنے کے بعد روح فنا ہو جاتی ہے؟

جواب: روح کے جسم سے جدا ہونے کا نام موت ہے، روح جسم سے جدا ہو کر فنا نہیں ہو جاتی بلکہ روحوں کے رہنے کے لئے مقامات مقرر ہیں، نیکوں کیلئے علیحدہ اور بُروں کے لئے علیحدہ جہاں وہ اپنے مرتبہ کے مطابق چلی جاتی ہیں مگر وہ کہیں ہوں، جسم سے ان کا تعلق باقی رہتا ہے۔ جسم کی ایذا سے روح کو تکلیف ہوتی ہے۔ قبر پر آنے والے کو دیکھتے ہیں، اس کی آواز سنتے ہیں۔

سوال: آواگون کسے کہتے ہیں؟

جواب: یہ خیال کہ موت کے بعد روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے خواہ وہ بدن آدمی کا ہو یا کسی جانور کا، اسے تَنَاسُخ یا آواگون کہتے ہیں، یہ محض باطل ہے اور اس کا ماننا کفر ہے۔

سوال: آواگون کو کون لوگ مانتے ہیں؟

جواب: ہندو۔

سوال: مُنْکَر نَکِیْر کسے کہتے ہیں؟

جواب: جب دفن کرنے والے دفن کر کے واپس ہو جاتے ہیں تو دو فرشتے زمین چیرتے آتے ہیں ان کی صورتیں ڈراؤنی، آنکھیں نیلی کالی ہوتی ہیں۔ ایک کا نام مُنْکَر، دوسرے کا نام نَکِیْر ہے۔ وہ مُردے کو اٹھا کر بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں۔

سوال: قبر میں مُردے سے کتنے اور کون کون سے سوالات کئے جاتے ہیں؟

جواب: قبر میں مُردے سے تین سوالات ہوتے ہیں:

(۱)۔۔۔ تیرا رب کون ہے؟

(۲)۔۔۔ تیرا دین کیا ہے؟

(۳)۔۔۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف اشارہ کرکے پوچھتے ہیں، تو ان کے حق میں کیا کہتا تھا؟

سوال: مسلمان ان سوالوں کے کیا جواب دیتا ہے؟

جواب: مسلمان جواب دیتا ہے، میرا رب اللہ ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ یہ اللہ کے رسول ہیں۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ فرشتے کہتے ہیں ہم جانتے تھے کہ تو یہی جواب دے گا۔[1]

سوال: قبر کے سوال وجواب میں کامیاب ہونے والے مسلمان کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے؟

جواب: اس کی قبر کُشادہ اور روشن کر دی جاتی ہے۔ آسمان سے منادِی پکارتا ہے میرے بندے نے سچ کہا، اس کیلئے جنّتی فرش بچھاؤ، جنّتی لباس پہناؤ، جنّت کی طرف دروازے کھولو۔ چنانچہ دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے جنّت کی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے اور فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ اب تو آرام کر۔

سوال: کافر سے قبر میں کیا سلوک کیا جائے گا؟

جواب: کافر ان سوالوں کا جواب نہیں دے سکتا، ہر سوال کے جواب میں کہتا ہے: میں نہیں جانتا۔ آسمان سے ندا کرنے والا ندا کرتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے، اس کیلئے آگ کا بچھونا

---

(1)۔۔۔ کتاب العقائد، ص۱۹

بچھاؤ، آگ کا لباس پہناؤ اور دوزخ کی طرف کا دروازہ کھول دو۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے تو اس سے دوزخ کی گرمی اور لپٹ آتی ہے پھر اس پر فرشتے مقرر کر دیئے جاتے ہیں جو لوہے کے بڑے بڑے گُرزوں یعنی ہتھوڑوں سے مارتے ہیں اور عذاب کرتے ہیں۔

سوال: کیا قبر ہر مُردے کو دباتی ہے؟

جواب: انبیاءِ کرام عَلَیۡھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے سوا قبر سب مسلمانوں کو بھی دباتی ہے اور کافروں کو بھی لیکن مسلمانوں کو دبانا شفقت کے ساتھ ہوتا ہے جیسے ماں بچّہ کو سینہ سے لگا کر چپٹائے اور کافر کو سختی سے یہاں تک کہ پسلیاں اِدھر سے اُدھر ہو جاتی ہیں۔

سوال: کیا کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن سے قبر میں سوال نہیں ہوتا؟

جواب: ہاں۔ جن کو حدیث شریف میں مستثنیٰ کیا گیا ہے جیسے انبیاء عَلَیۡھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور جمعۃُ المبارک اور رمضانُ المبارک میں مرنے والے مسلمان۔

سوال: قبر میں عذاب فقط کافر پر ہوتا ہے یا مسلمان پر بھی؟

جواب: کافر تو عذاب ہی میں رہیں گے اور بعض گنہگار مسلمانوں پر بھی عذاب ہوتا ہے۔ مسلمانوں کے صدقات، دعا، تلاوتِ قرآن اور دوسرے ثواب پہنچانے کے طریقوں سے اس میں تخفیف یعنی کمی ہو جاتی ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے کرم سے اس عذاب کو اٹھا دیتا ہے۔ بعض کے نزدیک مسلمان پر سے قبر کا عذاب جمعہ کی رات آتے ہی اٹھا دیا جاتا ہے۔

سوال: جو مُردے دفن نہیں کئے جاتے ان سے بھی سوال ہوتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔ خواہ دفن کیا جائے یا نہ کیا جائے یا اسے کوئی جانور کھا جائے، ہر حال میں اس سے سوال ہوتا ہے اور اگر قابلِ عذاب ہے تو عذاب بھی ہوتا ہے۔

••••...••••...••••...••••

قیامت اور اس کی نشانیاں

سوال: قیامت کسے کہتے ہیں؟

جواب: جیسے ہر چیز کی ایک عُمر مُقرَّر ہے اس کے پورے ہونے کے بعد وہ چیز فنا ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی دنیا کی بھی ایک عُمر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عِلم میں مُقرَّر ہے۔ اس کے پورا ہونے کے بعد دنیا فنا ہو جائے گی۔ زمین و آسمان، آدمی، جانور کوئی بھی باقی نہ رہے گا۔ اس کو ''قیامت'' کہتے ہیں جیسے آدمی کے مرنے سے پہلے بیماری کی شدّت، جان نکلنے کی علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ ایسے ہی قیامت سے پہلے اس کی نشانیاں ہیں۔

سوال: قیامت آنے سے پہلے اس کی کیا کیا علامات ظاہر ہوں گی؟

جواب: قیامت کے آنے سے پہلے دنیا سے عِلم اُٹھ جائے گا، عالِم باقی نہ رہیں گے، جہالت پھیل جائے گی، بدکاری اور بے حیائی زیادہ ہو گی، عورتوں کی تعداد مَردوں سے بڑھ جائے گی۔ بڑے دَجّال کے سوا تیس دَجّال اور ہوں گے، ہر ایک ان میں سے نبوّت کا دعویٰ کرے گا باوجود یہ کہ حضور پُرنور سیِّدُ الانبیاء صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر نبوّت ختم ہو چکی۔ ان میں سے بعض دجّال تو گزر چکے جیسے مسیلمہ کذّاب، اسود عنسی، مرزا علی محمد باب، مرزا علی حسین بہاء اللہ، مرزا غلام احمد قادیانی، بعض اور باقی ہیں وہ بھی ضرور ہوں گے، مال کی کثرت ہو گی، عرب میں کھیتی، باغ، نہریں ہو جائیں گی، دین پر قائم رہنا مشکل ہو گا۔ وقت بہت جلد گزرے گا، زکوٰۃ دینا لوگوں کو دشوار ہو گا، عِلم کو لوگ دنیا کیلئے پڑھیں گے، مَرد عورتوں کی اطاعت کریں گے۔ ماں باپ کی نافرمانی زیادہ ہو گی، شراب نوشی عام ہو جائے گی، نااہل سردار بنائے جائیں گے، نہرِ فرات سے سونے کا خزانہ کھلے گا۔ زمین اپنے اندر دفن شدہ

خزانے اُگل دے گی، امانت غنیمت یعنی مفت کا مال سمجھی جائے گی، مسجدوں میں شور مچیں گے، فاسق سرداری کریں گے، فتنہ انگیزوں کی عزّت کی جائے گی، گانے باجے کی کثرت ہوگی۔ پہلے بزرگوں کو لوگ بُرا بھلا کہیں گے، کوڑے کی نوک اور جوتے کے تسمے باتیں کریں گے، دَجّال اور دَابَّۃُ الارض اور یاجُوج ماجُوج نکلیں گے۔ حضرت امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ظاہر ہوں گے، حضرت عیسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام آسمان سے اُتریں گے، سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔

سوال: دَجّال کس کو کہتے ہیں، اس کے نکلنے کا حال بیان فرمائیے؟

جواب: دَجّال مسیح کذّاب کا نام ہے۔ اس کی ایک آنکھ ہوگی اور ایک سے کانا ہوگا اور اس کی پیشانی پر ''ک اف ر'' (یعنی کافر) لکھا ہوگا۔ ہر مسلمان اس کو پڑھے گا، کافر کو نظر نہ آئے گا۔ وہ چالیس دن میں تمام زمین میں پھرے گا مگر مکّہ شریف اور مدینہ شریف میں داخل نہ ہو سکے گا۔ ان چالیس دن میں پہلا دن ایک سال کے برابر ہوگا، دوسرا ایک مہینہ کے برابر، تیسرا ایک ہفتہ کے برابر اور باقی دن عام دنوں کے برابر ہوں گے۔ دَجّال خُدائی کا دعویٰ کرے گا اور اسکے ساتھ ایک باغ اور ایک آگ ہوگی، جس کا نام وہ جنّت و دوزخ رکھے گا۔ جو اس پر ایمان لائے گا اس کو وہ اپنی جنت میں ڈالے گا، جو حقیقت میں آگ ہوگی اور جو اس کا انکار کرے گا اس کو اپنی جہنم میں داخل کرے گا جو واقع میں آسائش کی جگہ ہوگی۔ بہت سے عجائب یعنی حیرت انگیز چیزیں دکھائے گا، زمین سے سبزہ اُگائے گا، آسمان سے بارش برسائے گا، مُردے زندہ کرے گا، ایک مومن صالح اس طرف متوجہ ہوں گے اور ان سے دَجّال کے سپاہی کہیں گے کیا تم ہمارے ربّ پر ایمان نہیں لاتے؟ وہ کہیں گے۔ میرے

ربّ کے دلائل چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ پھر وہ ان کو پکڑ کر دَجّال کے پاس لے جائیں گے۔ یہ دَجّال کو دیکھ کر فرمائیں گے اے لوگو! یہ وہی دَجّال ہے جس کا رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ذکر فرمایا ہے۔ دَجّال کے حکم سے ان کو زدوکوب کیا یعنی مارا جائے گا۔ پھر دَجّال کہے گا: کیا تم میرے اوپر ایمان نہیں لاتے؟ وہ فرمائیں گے تو مسیح کَذّاب ہے، دَجّال کے حکم سے ان کا جسم مبارک سَر سے پاؤں تک چیر کے دو حصّے کر دیا جائے گا اور ان دونوں حصّوں کے درمیان دَجّال چلے گا۔ پھر کہے گا اُٹھ! تو وہ تندرست ہو کر اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ تب دَجّال اُن سے کہے گا تم مجھ پر ایمان لاتے ہو؟ وہ فرمائیں گے میری بصیرت اور زیادہ ہو گئی۔ اے لوگو! یہ دَجّال اب میرے بعد کسی کے ساتھ پھر ایسا نہیں کر سکتا۔ پھر دَجّال انہیں پکڑ کر ذبح کرنا چاہے گا اور اس پر قادر نہ ہو سکے گا، پھر ان کے دَست وپا سے پکڑ کر اپنی جہنم میں ڈالے گا، لوگ گمان کریں گے کہ ان کو آگ میں ڈالا۔ مگر درحقیقت وہ آسائش کی جگہ ہوں گے۔

سوال: دَابَّۃُ الارض کیا چیز ہے؟

جواب: دَابَّۃُ الارض ایک عجیب شکل کا جانور ہے جو کوہِ صفا سے ظاہر ہو کر تمام شہروں میں نہایت جلد پھرے گا، فصاحت کے ساتھ کلام کرے گا۔ ہر شخص پر ایک نشانی لگائے گا، ایمانداروں کی پیشانی پر عصائے موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے ایک نورانی خط کھینچے گا۔ کافر کی پیشانی پر حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اَنگشتری یعنی انگوٹھی سے کالی مُہر کرے گا۔

سوال: یاجوج ماجوج کون ہیں؟

جواب: یہ یافِث بن نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اولاد میں سے فسادی گروہ ہیں، ان کی

تعداد بہت زیادہ ہے۔ وہ زمین میں فساد کرتے تھے، ایّامِ رَبیع یعنی فصل پکنے کے زمانے میں نکلتے، سبزہ ذرا نہ چھوڑتے، آدمیوں کو کھا لیتے اور جنگل کے درندوں، وَحشی جانوروں، سانپوں، بچھوؤں کو کھا جاتے تھے، حضرت سکندر ذوالقرنین نے لوہے کی دیوار کھینچ کر ان کی آمد بند کر دی۔ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے نُزول کے بعد جب آپ دَجّال کو قتل کرکے بحکمِ الٰہی مسلمانوں کو کوہِ طور لے جائیں گے اس وقت وہ دیوار توڑ کر نکلیں گے اور زمین میں فساد کریں گے، قتل و غارت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی دُعا سے ہلاک کرے گا۔

سوال: حضرت امام مہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا کچھ حال بیان فرمایئے؟

جواب: حضرت امام مہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ خلیفۃُ اللہ ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آل میں سے حَسنی سیّد ہوں گے، جب دنیا میں کُفر پھیل جائے گا اور اسلام حَرَمین شریفین یعنی مکۂ مکرمہ اور مدینۂ منورہ کی طرف سمٹ جائے گا، اولیاء و ابدال وہاں کو ہجرت کر جائیں گے۔ ماہِ رمضان میں اَبدال کعبہ شریف کے طواف میں مشغول ہوں گے وہاں اولیاء حضرت مہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو پہچان کر ان سے بیعت کی درخواست کریں گے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ انکار فرمائیں گے، غیب سے ندا آئے گی ھٰذَا خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ الْمَھْدِیُّ فَاسْمَعُوْا لَہٗ وَاَطِیْعُوْہُ "یہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مہدی ہیں ان کا حکم سنو اور اطاعت کرو"۔ لوگ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دستِ مبارک پر بیعت کریں گے وہاں سے مسلمانوں کو ساتھ لے کر شام تشریف لے جائیں گے۔ آپ کا زمانہ بڑی خیر و برکت کا ہو گا، زمین عدل و انصاف سے بھر جائے گی۔

سوال: حضرت مسیح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے نُزول کا مختصر حال بیان کیجئے؟

جواب: جب دَجّال کا فتنہ انتہا کو پہنچ چکے گا اور وہ ملعون تمام دنیا میں پھر کر ملکِ شام میں جائے گا اس وقت حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام دِمَشْق کی جامع مسجد کے شَرقی مَنارہ پر نزول فرمائیں گے۔ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نظر جہاں تک جائے گی وہاں تک خوشبو پہنچے گی اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی خوشبو سے دَجّال پگھلنے لگے گا اور بھاگے گا۔ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام دَجّال کو بیتُ المقدس کے قریب مقامِ لُد میں قتل کریں گے۔ ان کا زمانہ بڑی خیر وبرکت کا ہوگا، مال کی کثرت ہوگی۔ زمین اپنے خزانے نکال کر باہر کرے گی۔ لوگوں کو مال سے رَغبت نہ رہے گی، یہودیت، نصرانیت اور تمام باطل دینوں کو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام مٹا ڈالیں گے۔ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے عہد مبارک میں ایک دین ہوگا، اسلام۔ تمام کافر ایمان لے آئیں گے اور ساری دنیا اہلِ سنّت ہوگی۔ امن وامان کا یہ عالَم ہوگا کہ شیر بکری ایک ساتھ چریں گے۔ بچے سانپوں سے کھیلیں گے۔ بُغض وحسد کا نام ونشان نہ رہے گا۔ جس وقت آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا نُزول ہوگا فجر کی جماعت کھڑی ہوتی ہوگی۔ حضرت امام مہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو دیکھ کر آپ سے امامت کی درخواست کریں گے۔ آپ انہیں کو آگے بڑھائیں گے اور حضرت امام مہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پیچھے نماز ادا فرمائیں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے حضور سیّدُ الانبیاء عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی شان وصفت اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُمّت کی عزّت وکرامت دیکھ کر اُمتِ محمدی عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ میں داخل ہونے کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی دعا قبول فرمائی اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو وہ بقا عطا فرمائی کہ آخر زمانہ میں اُمتِ محمدیہ عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کے

امام ہو کر نُزول فرمائیں گے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نُزول کے بعد برسوں دنیا میں رہیں گے، نکاح کریں گے پھر وفات پا کر حضور سیّدِ انبیاء عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پہلو میں مدفون ہوں گے۔

سوال: آفتاب کے مغرب سے طلوع کرنے اور دروازۂ توبہ کے بند ہونے کی کیفیت بیان فرمائیے؟

جواب: روزانہ آفتاب بار گاہِ الٰہی میں سجدہ کر کے اِذن چاہتا ہے، اِذن ہوتا ہے تَب طلوع کرتا ہے۔ قریبِ قیامت جب دَابَّۃُ الارض نکلے گا، حسبِ معمول آفتاب سجدہ کر کے طلوع ہونے کی اجازت چاہے گا۔ اجازت نہ ملے گی اور حکم ہو گا کہ واپس جا۔ تب آفتاب مغرب سے طلوع ہو گا اور نصف آسمان تک آکر لوٹ جائے گا اور جانبِ مغرب غروب کرے گا۔ اس کے بعد پھر پہلے کی طرح مشرق سے طلوع کیا کرے گا، آفتاب کے مغرب سے طلوع کرتے ہی توبہ کا دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر کسی کا ایمان لانا مقبول نہ ہو گا۔

سوال: قیامت کب قائم ہو گی؟

جواب: اس کا عِلم تو خدا کو ہے اور اس کے بتانے سے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ہے۔ ہمیں اس قدر معلوم ہے کہ جب یہ سب علامتیں ظاہر ہو چکیں گی اور روئے زمین پر کوئی خدا کا نام لینے والا باقی نہ رہے گا تب حضرت اسرافیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بحکمِ الٰہی صور پھونکیں گے۔ اس کی آواز شروع شروع میں تو بہت نرم ہو گی اور آہستہ آہستہ بلند ہوتی چلی جائے گی۔ لوگ اس کو سُنیں گے اور بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے اور مَر جائیں گے، زمین و آسمان اور تمام جہان فنا ہو جائے گا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا حضرت اسرافیل کو زندہ کرے گا اور دوبارہ صور پھونکنے کا حکم دے گا۔ صور پھونکتے ہی پھر سب کچھ موجود ہو جائے

گا۔ مُردے قبروں سے اُٹھیں گے۔ نامۂ اعمال ان کے ہاتھوں میں دے کر محشر میں لائے جائیں گے۔ وہاں جزا اور حساب کیلئے منتظر کھڑے ہوں گے۔ آفتاب نہایت تیزی پر اور سروں سے بہت قریب بقدر ایک میل ہو گا۔ شدّتِ گرمی سے دماغ کھولتے ہوں گے، اس کثرت سے پسینہ نکلے گا کہ ستّر گز زمین میں جذب ہو جائے گا پھر جو پسینہ زمین نہ پی سکے گی وہ اوپر چڑھے گا، کسی کے ٹخنوں تک ہو گا، کسی کے گھٹنوں تک، کسی کے کمر، کسی کے سینہ، کسی کے گلے تک، اور کافر کے تو منہ تک چڑھ کر مثلِ لگام کے جکڑ جائے گا۔ ہر شخص حسبِ حال و اعمال ہو گا، پھر پسینہ بھی نہایت بدبو دار ہو گا۔

سوال: اس مصیبت سے لوگوں کو کیسے نجات ملے گی؟

جواب: اس حالت میں طویل عرصہ گزرے گا۔ پچاس ہزار سال کا تو وہ دن ہو گا اور اس حالت میں آدھا گزر جائے گا۔ لوگ سفارشی تلاش کریں گے جو اس مصیبت سے نجات دلائے اور جلد حساب شروع ہو۔ انبیاء عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بارگاہ میں حاضری ہو گی لیکن مقصد پورا نہ ہو گا۔ آخر میں حضور پُر نور، سیّدِ انبیاء، رحمتِ عالَم، محمدِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حضور میں فریاد لائیں گے اور شفاعت یعنی سفارش کی درخواست کریں گے۔ حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرمائیں گے: "اَنَا لَھَا" میں اس کیلئے موجود ہوں۔ یہ فرما کر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں سجدہ کریں گے۔ اللہ تعالٰی کی طرف سے ارشاد ہو گا یَا مُحَمَّدُ اِرۡفَعۡ رَاۡسَکَ قُلۡ تُسۡمَعۡ وَ سَلۡ تُعۡطَہۡ وَاشۡفَعۡ تُشَفَّعۡ "اے محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سجدے سے سر اٹھایئے بات کہئے سنی جائے گی، شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی"۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یہ شفاعت تو تمام اہلِ محشر کیلئے ہے جو شدید ڈر اور خوف کی وجہ سے فریاد کر رہے ہوں گے اور یہ چاہتے ہوں گے

کہ حساب فرما کر ان کے لئے حکم دے دیا جائے۔ اَب حساب شروع ہوگا۔ میزانِ عمل میں اعمال تولے جائیں گے، اعمال نامے ہاتھوں میں ہوں گے۔ اپنے ہی ہاتھ، پاؤں، بدن کے اعضاء اپنے خلاف گواہیاں دیں گے۔ زمین کے جس حصّہ پر کوئی عمل کیا تھا وہ بھی گواہی دینے کو تیار ہوگا۔ عجیب پریشانی کا وقت ہوگا کوئی یار نہ غمگسار۔ نہ بیٹا باپ کے کام آسکے گا نہ باپ بیٹے کے۔ اعمال کی پُرسش یعنی پوچھ گچھ ہے۔ زندگی بھر کا کیا ہوا سب سامنے ہے۔ نہ گناہ سے مُکر سکتا ہے، نہ کہیں سے نیکیاں مل سکتی ہیں۔

سوال: اس مشکل گھڑی میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے چاہنے والوں کی کیسے مدد فرمائیں گے؟

جواب: اس بے کسی کے وقت میں بے کسوں کے مددگار، حضور پُرنور، محبوبِ خدا، محمدِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کام آئیں گے اور اپنے نیاز مندوں اور امیدواروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعتیں کئی طرح کی ہوں گی بہت لوگ تو آپ کی شفاعت سے بے حساب داخلِ جنت ہوں گے اور بہت لوگ جو دوزخ کے مستحق ہوں گے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت سے دخولِ دوزخ سے بچیں گے اور جو گناہگار مومن دوزخ میں پہنچ چکے ہوں گے وہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت سے دوزخ سے نکالے جائیں گے۔ اہلِ جنّت بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت سے فیض پائیں گے ان کے درجات بلند کئے جائیں گے۔ باقی اور انبیاء و مرسلین عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام و صحابۂ کرام و شہداء و علماء و اولیاء رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ اپنے مُتَوَسِّلِین یعنی وسیلہ ڈھونڈنے والوں کی شفاعت کریں گے۔ لوگ علماء کو اپنے تعلقات یاد دلائیں گے، اگر کسی نے عالِم کو دنیا میں وضو کے لئے پانی لا کر دیا ہوگا تو وہ بھی یاد دلا کر شفاعت کی درخواست

کرے گا اور وہ اس کی شفاعت کریں گے۔

سوال: محشر کی ہولناکیوں، آفتاب کی نزدیکی سے بھیجے کھولنے، بدبودار پسینوں کی تکالیف اور ان مصیبتوں میں ہزارہا برس کی مدّت تک مبتلا اور پریشان رہنے کا جو بیان فرمایا یہ سب کیلئے ہے یا اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے اس سے مستثنیٰ بھی ہیں یعنی جو اس میں شامل نہیں؟

جواب: ان اَہوال میں سے کچھ بھی انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام و اولیاء و اتقیاء (پرہیزگار) و صلحاء (نیک) رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کو نہ پہنچے گا وہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے ان سب آفتوں اور مصیبتوں سے محفوظ ہوں گے۔ قیامت کا پچاس ہزار برس کا دن جس میں نہ ایک لقمہ کھانے کو میسّر ہوگا، نہ ایک قطرہ پینے کو، نہ ایک جھونکا ہوا کا۔ اوپر سے آفتاب کی گرمی بھون رہی ہوگی، نیچے زمین کی تَپش، اندر سے بھوک کی آگ لگی ہوگی۔ پیاس سے گردنیں ٹوٹی جاتی ہوں گی، سالہا سال کی مُدّت کھڑے کھڑے بدن کیسا دُکھا ہوا ہوگا، شدّتِ خوف سے دل پھٹے جاتے ہوں گے۔ انتظار میں آنکھیں اُٹھی ہوں گی، بدن کا پُرزہ پُرزہ لرزتا کانپتا ہوگا، وہ طویل دن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے خاص بندوں کیلئے ایک فرض نماز کے وقت سے زیادہ ہلکا اور آسان ہوگا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

••••...••••...••••...••••

حساب کا بیان

سوال: میزان سے کیا مراد ہے؟

جواب: میزان سے مراد وہ ترازو ہے جس میں قیامت کے دن بندوں کے اعمال تولے جائیں گے، نیک بھی بد بھی، قول بھی فعل بھی، کافروں کے بھی مؤمنوں کے بھی۔

سوال: کیا قیامت کے دن سب کا حساب لیا جائے گا؟

جواب: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بعض مسلمان بندے ایسے بھی ہوں گے جو بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔

سوال: فرشتے جو اعمال نامے دنیا میں لکھتے ہیں ان کا کیا بنے گا؟

جواب: قیامت کے دن ہر شخص کو اس کا نامۂ اعمال دیا جائے گا جو فرشتے لکھتے ہیں، نیکوں کے نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور بدوں کے بائیں میں۔

....…....…....…....

صراط

سوال: صِراط کسے کہتے ہیں؟

جواب: جہنم کے اوپر ایک پُل ہے اس کو ”صِراط“ کہتے ہیں۔ یہ بال سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز ہے۔

سوال: کیا کوئی پُلِ صِراط سے گزرے بغیر بھی جنت میں جاسکتا ہے؟

جواب: نہیں، سب کو اس پر سے گزرنا ہے، جنّت کا یہی راستہ ہے۔

سوال: پُلِ صِراط سے گزرنے میں سب کی حالت ایک جیسی ہو گی یا مختلف؟

جواب: اس پُل پر گزرنے میں لوگوں کی حالت جُداگانہ ہو گی، جس درجہ کا شخص ہو گا اس کیلئے ایسی ہی آسانی یا دشواری ہو گی بعض تو بجلی چمکنے کی طرح گزر جائیں گے۔ ابھی اِدھر تھے، ابھی اُدھر پہنچے۔ بعضے ہوا کی طرح، بعضے تیز گھوڑے کی طرح، بعضے آہستہ آہستہ، بعضے گرتے پڑتے لرزتے لنگڑاتے اور بعضے جہنم میں گر جائیں گے۔ کفّار کے لئے بڑی حسرت کا وقت ہو گا جب وہ پُل سے گزر نہ سکیں گے اور جہنم میں گر پڑیں گے اور ایمانداروں کو

دیکھیں گے کہ وہ اسی پُل پر بجلی کی طرح گزر گئے یا تیز ہوا کی طرح اُڑ گئے یا سریعُ السیر یعنی تیز رفتار گھوڑے کی طرح دوڑ گئے۔

....…....…....…....

سوال: حوضِ کوثر کیا چیز ہے؟

جواب: یہ ایک حوض ہے جس کی تہ مُشک یعنی کستوری کی ہے، یاقوت اور موتیوں پر جاری ہے، دونوں کنارے سونے کے ہیں اور ان پر موتیوں کے قُبّے یعنی گنبد نصب ہیں اس کے برتن (کوزے) آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہیں۔

سوال: حوضِ کوثر کا پانی کیسا ہو گا؟

جواب: اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ شیریں، مُشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ جو ایک مرتبہ پئے گا پھر کبھی پیاسا نہ ہو گا۔

سوال: یہ حوض کسے عطا کیا جائے گا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے یہ حوض اپنے حبیبِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو عطا فرمایا ہے۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس سے اپنی اُمّت کو سیراب فرمائیں گے۔

سوال: حساب کے بعد آدمی کہاں جائیں گے؟

جواب: مسلمان جنّت میں اور کافر دوزخ میں۔

سوال: کیا سب مسلمان جنّت میں جائیں گے اور سب کافر دوزخ میں؟ اور یہ دونوں جنّت اور دوزخ میں کتنا عرصہ رہیں گے؟

جواب: نیک مسلمان اور وہ گناہگار مسلمان جن کے گناہ اللہ تعالیٰ اپنے کرم اور اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اور دیگر نیک بندوں کی شفاعت سے بخش دے وہ سب کے سب جنّت میں رہیں گے اور بعض گنہگار مسلمان جو دوزخ میں جائیں گے وہ بھی جتنا عرصہ خدا تعالیٰ چاہے دوزخ کے عذاب میں مبتلا رہ کر آخر کار نجات پائیں گے اور کافر سب کے سب جہنم میں جائیں گے اور ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

سوال: کیا جنّت اور دوزخ پیدا ہو چکی ہیں یا پیدا کی جائیں گی؟

جواب: جنّت اور دوزخ پیدا ہو چکی ہیں اور ہزاروں برس سے موجود ہیں۔

....…....…....…....

جنّت کا بیان

سوال: اس دنیا کے بعد بھی کیا کوئی دار یعنی مکان ہے؟

جواب: جی ہاں! اللہ تعالیٰ نے اِس دنیا کے سوا دو اور عظیمُ الشان دار پیدا کیے ہیں ایک دارُ النّعیم یعنی نعمت کی جگہ ہے اس کا نام "جنّت" ہے۔ ایک دارُ العذاب یعنی عذاب کی جگہ ہے اس کو "دوزخ" کہتے ہیں۔

سوال: جنّت کیا ہے؟

جواب: جنّت ایک مکان ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایمان والوں کے لئے بنایا ہے۔

سوال: جنّت میں کس طرح کی نعمتیں ہیں؟

جواب: جنّت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ایماندار بندوں کیلئے انواع و اقسام کی ایسی نعمتیں جمع فرمائی ہیں جن تک آدمی کا وَہم و خیال نہیں پہنچتا، نہ ایسی نعمتیں کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ

کسی کان نے سنیں، نہ کسی دل میں ان کا خیال گزرا۔ ان کا وَصف پوری طرح بیان میں نہیں آسکتا۔ اللہ تعالیٰ عطا فرمائے تو وہیں ان کی قدر معلوم ہو گی۔

سوال: داروغۂ جنّت یعنی جنّت کے نگران کا کیا نام ہے؟

جواب: حضرت رضوان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہے۔

سوال: جنّت کتنی بڑی ہے؟

جواب: جنّت کی وُسعت یعنی کشادگی کا یہ بیان ہے کہ اس میں سو درجے ہیں ہر درجے سے دوسرے درجہ تک اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین کے درمیان۔ اگر تمام جہاں ایک درجہ میں جمع ہو تو ایک درجہ سب کیلئے کفایت کرے۔ دروازے اتنے وسیع کہ ایک بازو سے دوسرے تک تیز گھوڑے کی ستّر برس کی راہ ہے۔[1]

سوال: کیا جنّت میں انسانوں کے علاوہ بھی کوئی ہو گا؟

جواب: جنّت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں کے علاوہ ان کی خدمت کے لئے حور و غِلمان ہوں گے۔

سوال: غِلمان کسے کہتے ہیں؟

جواب: جنّت کے وہ نو عُمر، پاکیزہ صورت و لباس والے لڑکے جو ہر وقت جنّتیوں کی خدمت پر مامور ہوں گے، جو بِہِشتی نعمتوں کے جام و ساغر یعنی پیمانے اور پیالے لئے جنّت کی حوروں اور جنّتیوں کے پاس گردِش کر رہے ہوں گے۔

سوال: جنّت میں اور کیا چیزیں ہو نگی؟

---

1 ..... کتاب العقائد، ص ۳۸

جواب: اس کا مختصر سا بیان یہ ہے کہ جنّت میں صاف، شفّاف، چمکدار سفید موتی کے بڑے بڑے خیمے نصب ہیں ان میں رنگارنگ، عجیب و غریب، نفیس فرش ہیں ان پر یاقوتِ سُرخ کے منبر ہیں۔ شہد و شراب کی نہریں جاری ہیں ان کے کناروں پر مُرَصَّع یعنی نگینے جڑے تَخْت بچھے ہیں۔ جنّت کے باغات کے درمیان یاقوت کے قُصور و محلّات بنائے گئے ہیں ان میں یہ حوریں جلوہ گر ہیں۔ پروردگارِ کریم کی طرف سے ہر گھڑی انواع و اقسام کے تحفے اور ہدیئے پہنچتے ہیں۔ ہمیشہ کی زندگی عطا کی گئی۔ ہر خواہش بلا تاخیر پوری ہوتی ہے۔ دل میں جس چیز کا خیال آیا وہ فوراً حاضر۔ کسی قسم کا خوف و غم نہیں۔ ہر ساعت ہر آن نعمتوں میں ہیں۔ جنّتی نفیس و لذیذ غذائیں، لطیف میوے کھاتے ہیں۔ بِہِشْتی نہروں سے دودھ شراب شہد وغیرہ پیتے ہیں۔ ان نہروں کی زمین چاندی کی، سنگریزے جواہرات کے، مٹّی خالص مشک کی، سبزہ زَعفران کا ہے۔ ان نہروں سے نورانی پیالے بھر کر وہ جام پیش کرتے ہیں جن سے آفتاب شرمائے۔

سوال: کیا جنّتی جنّت میں ہمیشہ رہیں گے؟

جواب: جی ہاں! ایک مُنادی اہلِ جنّت کو ندا کرے گا اے بہشت والو! تمہارے لئے صحّت ہے کبھی بیمار نہ ہوگے۔ تمہارے لئے حیات ہے کبھی نہ مروگے۔ تمہارے لئے جوانی ہے بوڑھے نہ ہوگے۔ تمہارے لئے نعمتیں ہیں کبھی محتاج نہ ہوگے۔

سوال: جنّت میں جنّتیوں کے لیے سب سے بڑی نعمت کیا ہوگی؟

جواب: تمام نعمتوں سے بڑھ کر سب سے پیاری دولت حضرت ربُّ العزّت جَلَّ جَلَالُہٗ کا دیدار ہے جس سے اہلِ جنّت کی آنکھیں مستفید ہوتی رہیں گی۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی میسّر فرمائے۔ آمین ثُمَّ آمین۔

سوال: سب سے کم درجہ کے جنّتی کو کیا ملے گا؟

جواب: سب سے کم درجے والے جنّتی کو بھی باغات، تَخت، حوریں اور خُدّام ملیں گے۔

....…....…....…....

سوال: دوزخ کیا ہے؟

جواب: یہ ایک مکان ہے جو ظالموں، سرکشوں کے عذاب کیلئے بنایا گیاہے اس میں سخت اندھیرا اور تیز آگ ہے۔ اس میں ستّر ہزار وادیاں ہیں، ہر وادی میں ستّر ہزار گھاٹیاں، ہر گھاٹی میں ستّر ہزار اَژدہے بہت بڑے سانپ اور ستّر ہزار بچھو ہیں۔ ہر کافر و منافق کو ان گھاٹیوں میں ضرور پہنچنا ہے۔

سوال: حساب و کتاب کے بعد لوگوں پر کیا مصیبت طاری ہو گی؟

جواب: قیامت کی مصیبتیں جھیل کر ابھی لوگ اس کی تکلیف اور خوف میں مبتلا ہوں گے کہ اچانک ان کو اندھیریاں گھیر لیں گی اور لپٹ مارنے والی آگ ان پر چھا جائے گی اور اس کے غیظ و غضب کی آواز سننے میں آئے گی۔ اس وقت بدکاروں کو عذاب کا یقین ہو گا اور لوگ گھٹنوں کے بَل گر پڑیں گے اور فرشتے نِدا کریں گے کہاں ہے فلاں فلاں کا بیٹا! جس نے دنیا میں لمبی اُمّیدیں باندھ کر اپنی زندگی کو بدکاری میں ضائع کیا۔ اب یہ ملائکہ ان لوگوں کو آہنی گُرزوں یعنی لوہے کے ہتھوڑوں سے ہنکاتے دوزخ میں لے جائیں گے۔

سوال: جہنم میں کافروں کی کیا حالت ہو گی؟

جواب: کافر اس میں ہمیشہ قید رکھے جائیں گے اور آگ کی تیزی ان پر دَم بہ دَم زیادتی

کرے گی، پینے کو انہیں گرم پانی ملے گا اور اس قدر گرم کہ جس سے منہ پھٹ جائے اور اوپر کا ہونٹ سکڑ کر آدھے سر تک پہنچے اور نیچے کا پھٹ کر لٹک آئے، ان کا ٹھکانہ جَحِیْم (دوزخ کا ایک طبقہ) ہے، ملائکہ ان کو ماریں گے۔ وہ خواہش کریں گے کہ کسی طرح وہ ہلاک ہو جائیں اور ان کی رہائی کی کوئی صورت نہ ہو گی، قدم پیشانیوں سے ملا کر باندھ دیئے جائیں گے، گناہوں کی سیاہی سے منہ کالے ہوں گے، جہنم کے اطراف و جوانب شور مچاتے اور فریاد کرتے ہوں گے کہ اے مالک عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام! عذاب کا وعدہ ہم پر پورا ہو چکا ہے۔ اے مالک عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام! لوہے کے بوجھ نے ہمیں چکنا چور کر دیا۔ اے مالک عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام! ہمارے بدنوں کی کھالیں جل گئیں۔ اے مالک عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام! ہم کو اس دوزخ سے نکال۔ ہم پھر ایسی نافرمانی نہ کریں گے۔ فرشتے کہیں گے دور ہو! اب امن نہیں اور اس ذِلّت کے گھر سے رہائی نہ ملے گی اسی میں ذلیل پڑے رہو اور ہم سے بات نہ کرو۔ اس وقت ان کی اُمّیدیں ٹوٹ جائیں گی اور دنیا میں جو کچھ سرکشی وہ کر چکے ہیں اس پر افسوس کریں گے لیکن اس وقت عُذر و ندامت کچھ کام نہ آئے گا، افسوس کچھ فائدہ نہ دے گا بلکہ وہ ہاتھ پاؤں باندھ کر چہروں کے بَل آگ میں دھکیل دیئے جائیں گے۔ ان کے اوپر بھی آگ ہو گی نیچے بھی آگ۔ داہنے بھی آگ بائیں بھی آگ۔ آگ کے سمندر میں ڈوبے ہوں گے۔ کھانا آگ اور پینا آگ، پہناوا آگ اور بچھونا آگ، ہر طرح آگ ہی آگ، اس پر گُرزوں کی مار اور بھاری بیڑیوں کا بوجھ۔ آگ انہیں اس طرح کھولائے گی جس طرح ہانڈیاں کھولتی ہیں، وہ شور مچائیں گے ان کے سروں پر سے کھولتا پانی ڈالا جائے گا جس سے ان کے پیٹ کی آنتیں اور بدنوں کی کھالیں پگھل جائیں گی، لوہے کے گُرز مارے جائیں گے جس سے پیشانیاں پچک جائیں گی، مونہوں سے پیپ جاری ہو گی، پیاس سے

جِگر کَٹ جائیں گے، آنکھوں کے ڈھیلے بہہ کر رُخساروں پر آپڑیں گے، رُخساروں کے گوشت گِر جائیں گے، ہاتھ پاؤں کے بال اور کھال گِر جائیں گے اور نہ مریں گے، چہرے جَل بُھن کر سیاہ کوئلے ہو جائیں گے، آنکھیں اندھی اور زبانیں گونگی ہو جائیں گی، پیٹھ ٹیڑھی ہو جائے گی، ناکیں اور کان کٹ جائیں گے، کھال پارہ پارہ ہو جائے گی، ہاتھ گردن سے ملا کر باندھ دیئے جائیں گے اور پاؤں پیشانی سے، آگ پر منہ کے بَل چلائے جائیں گے اور لوہے کے کانٹوں پر آنکھ کے ڈھیلوں سے راہ چلیں گے، آگ کی لپٹ بدن کے اندر سَرایَت کر جائے گی اور دوزخ کے سانپ بچھو بدن پر لپٹے، ڈستے، کاٹتے ہوں گے۔

سوال: جُبِّ حُزن کیا ہے؟

جواب: جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم بھی روزانہ ستّر ہزار بار پناہ مانگتا ہے، حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے "جُبِّ حُزن" سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے غضب و عذاب سے پناہ دے اور ہمیں اور سب مسلمانوں کو اپنے عفو وکرم سے بخشے۔ آمین۔[1]

سوال: جب تمام جنّتی جنّت میں پہنچ جائیں گے اور دوزخ میں فقط وہی لوگ رہ جائیں گے جن کو ہمیشہ وہاں رہنا ہے، پھر کیا ہو گا؟

جواب: اس وقت جنّت اور دوزخ کے درمیان مینڈھے کی شکل میں موت لائی جائے گی اور تمام جنّتیوں اور دوزخیوں کو دکھا کر ذبح کر دی جائے گی اور فرمادیا جائے گا کہ اے اہلِ جنّت! تمہارے لئے ہمیشہ ہمیشہ جنّت اور اس کی نعمتیں ہیں اور اے اہلِ دوزخ! تمہارے

---

(1)..... کتاب العقائد، ص ۴۱، ملخصاً

لئے ہمیشہ عذاب ہے موت ذبح کر دی گئی اب ہمیشہ کی زندگی ہے، ہلاک و فنا نہیں۔ اس وقت اہلِ جنّت کے فرح وسُرور کی انتہا نہ ہو گی اسی طرح دوزخیوں کے رَنج و غم کی۔

سوال: حضرت مالک عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کون ہیں؟

جواب: یہ داروغۂ جہنم یعنی دوزخ کے نگران ہیں۔

سوال: جہنم تو عذاب کی جگہ ہے پھر اس میں فرشتے کیسے آسکتے ہیں؟

جواب: فرشتے اس میں عذاب سہنے کے لئے نہیں بلکہ عذاب دینے کے لئے ہوں گے جیسے جیل میں پولیس کے سپاہی اور جیلر ہوتے ہیں۔

سوال: جہنم میں آگ کی گرمی کا عذاب سنا ہے تو کیا سردی کا بھی عذاب ہو گا؟

جواب: جی ہاں، جہاں آگ سے قریب ہونے کی وجہ سے گرمی کا عذاب ہو گا وہیں اس سے دوری کی وجہ سے سردی کا عذاب ہو گا۔

سوال: جہنمی کے لیے سب سے ہلکا عذاب کیا ہو گا؟

جواب: جہنم میں سب سے ہلکا عذاب جس کو ہو گا اس کو آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی جس سے اس کا دماغ کھولے گا اور وہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ اسی کو عذاب ہو رہا ہے حالانکہ اسے سب سے کم عذاب ہو رہا ہو گا۔

سوال: اگر کوئی حساب اور جنّت و دوزخ کا انکار کرے، اس کے بارے میں کیا کہیں گے؟

جواب: حساب اور جنّت و دوزخ حق ہیں، ان کا انکار کرنے والا کافر ہے۔[1]

••••...••••...••••...••••

---

[1] ....بہارِ شریعت، حصہ ۱، ۱/۱۵۰

ایمان کا بیان

سوال: ایمان کسے کہتے ہیں؟

جواب: وہ تمام اُمور جو حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ تعالٰی کی طرف سے لائے اور جن کے بارے یقینی طور پر معلوم ہے کہ یہ دینِ مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ہیں ان سب کی سچے دل سے قطعی تصدیق کرنا "ایمان" کہلاتا ہے جیسے اللہ تعالٰی کی وحدانیت، تمام انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نبوّت، حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا خاتَمُ النّبیین ہونا یعنی یہ اعتقاد کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سب میں آخری نبی ہیں، حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد کسی کو نبوّت نہیں مل سکتی، اسی طرح حشر نشر، جنّت دوزخ وغیرہ کا اعتقاد یعنی یقین رکھنا۔

سوال: کیا دل سے تصدیق کے ساتھ زبان سے اقرار کرنا بھی ضروری ہے؟

جواب: مسلمان ہونے کے لئے دل کی تصدیق کے ساتھ زبان سے اقرار کرنا بھی شرط ہے تاکہ دوسرے لوگ اسے مسلمان سمجھیں اور مسلمان اس کے ساتھ مسلمانوں جیسا سلوک کریں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر تصدیق کے بعد اظہار کا موقع نہ ملا تو عند اللہ مومن ہے اور اگر موقع ملا اور اس سے مطالبہ کیا گیا اور اقرار نہ کیا تو کافر ہے اور اگر مطالبہ نہ کیا گیا تو احکامِ دنیا میں کافر سمجھا جائے گا نہ اس کے جنازے کی نماز پڑھیں گے نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں گے مگر عند اللہ مومن ہے اگر کوئی اَمر خلافِ اسلام ظاہر نہ کیا ہو۔

تنبیہ: مسلمان ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ زبان سے کسی ایسی چیز کا انکار نہ کرے جو ضروریاتِ دین سے ہے، اگرچہ باقی باتوں کا اقرار کرتا ہو، اگرچہ وہ یہ کہے کہ صرف زبان

سے انکار ہے دل میں انکار نہیں کہ بلا اِکراہِ شرعی مسلمان کلمۂ کفر صادر نہیں کر سکتا، وہی شخص ایسی بات منہ پر لائے گا جس کے دل میں اتنی ہی وُقعت ہے کہ جب چاہا اِنکار کر دیا اور ایمان تو ایسی تصدیق ہے جس کے خلاف کی اصلاً گنجائش نہیں۔

سوال: اگر کوئی جان سے مارڈالنے کی دھمکی دے اور وہ اس ڈر کی وجہ سے زبان سے کلمۂ کفر بک دے، دل ایمان پر مطمئن ہو تو کیا وہ مومن ہی رہے گا؟

جواب: ہاں! اگر واقعی ایسی حالت ہے کہ جان کا خوف ہے اور تصدیقِ قلبی میں کچھ خلل یعنی خرابی نہ آئے یعنی ایمان پر دل مطمئن رہے تو ایسا شخص مومن ہو گا اگرچہ اس کو مجبوری کی حالت میں زبان سے کلمۂ کفر کہنا بھی پڑ جائے مگر بہتر یہی ہے کہ ایسی حالت میں بھی کلمۂ کفر زبان پر نہ لائے۔

سوال: کیا کبیرہ گناہ کرنے سے بندہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے؟

جواب: گناہِ کبیرہ کرنے سے آدمی کافر اور ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔

سوال: کبیرہ گناہ کیا ہوتا ہے؟

جواب: وہ گناہ جس کے بارے میں قرآن وحدیث میں حَد یا وعید بیان کی گئی ہو۔ یاد رہے کہ صغیرہ گناہ بھی اِصرار (یعنی بغیر توبہ کے بار بار کرنے) سے کبیرہ ہو جاتا ہے یونہی ہلکا جان کر کرنے سے بھی کبیرہ ہو جاتا ہے۔

سوال: وہ کونسے گناہ ہیں جو کبھی نہ بخشے جائیں گے؟

جواب: شرک و کفر کبھی نہ بخشے جائیں گے اور مشرک و کافر جس کی موت کفر و شرک پر ہو اس کی ہر گز مغفرت نہ ہو گی۔ ان کے سوا اللہ تعالیٰ جس گناہ کو چاہے گا اپنے محبوب بندوں کی شفاعت سے یا محض اپنے کرم سے بخش دے گا۔

سوال: کفر و شرک کیا ہوتا ہے؟

جواب: شرک یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کو خدا یا عبادت کے لائق سمجھے اور کفر یہ ہے کہ ضروریاتِ دین یعنی وہ اُمور جن کا دینِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ہونا یقینی طور پر معلوم ہو ان میں سے کسی کا انکار کرے۔

سوال: کیا کفر کچھ افعال کرنے سے بھی سرزد ہو جاتا ہے یا صرف زبان سے بولنے یا دل سے ہی ماننے سے ہوتا ہے؟

جواب: بعض افعال جو اسلام کی تکذیب و انکار کی علامات ہیں ان پر بھی حکمِ کفر دیا جاتا ہے جیسے زُنّار پہننا، قَشْقَہ لگانا وغیرہ۔

سوال: مسلمانوں اور کافروں کا آخر کار انجام کیا ہو گا؟

جواب: کافر ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور مسلمان کتنا بھی گنہگار ہو کبھی نہ کبھی ضرور نجات پائے گا۔

سوال: مسلمان کون ہے؟

جواب: جو زبان سے اسلام کا اقرار اور دل سے اس کی تصدیق کرے اور ضروریاتِ دین میں سے کسی کا انکار نہ کرے۔

سوال: جو زبان سے اقرار کرے لیکن دل سے تصدیق نہ کرے، کیا وہ بھی مسلمان ہے؟

جواب: وہ منافق ہے جو کافر سے بھی بدتر ہے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ کا سب سے نیچے والا طبقہ ہے۔

سوال: جو نہ دل سے تصدیق کرے نہ زبان سے اقرار کرے اسے کیا کہیں گے؟

جواب: وہ بھی یقیناً کافر ہے۔

سوال: جو دل سے تصدیق بھی کرے اور زبان سے اقرار بھی اور ہر طرح کے کفر و شرک سے بچے لیکن گناہ کرے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: وہ مسلمان تو ہے لیکن فاسق (گنہگار و نافرمان) ہے۔

....…....…....…....

کفریہ کلمات کا بیان اور مُرتد کے احکام

اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾ (پ۲، البقرۃ:۲۱۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا کیا اکارت گیا دنیا میں اور آخرت میں اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا۔

کفر و شرک سے بدتر کوئی گناہ نہیں اور وہ بھی اِرتداد کہ یہ کفرِ اَصلی سے بھی باعتبارِ احکام سخت تر ہے جیسا کہ اس کے احکام سے معلوم ہو گا۔ مسلمان کو چاہیے کہ اس سے پناہ مانگتا رہے کہ شیطان ہر وقت ایمان کی گھات میں ہے اور حدیث میں فرمایا کہ شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح تیرتا ہے۔[1] آدمی کو کبھی اپنے اوپر یا اپنی طاعت واعمال پر بھروسا نہ چاہیے ہر وقت خدا پر اعتماد کرے اور اسی سے بَقائے ایمان کی دعا چاہے کہ اسی کے ہاتھ میں قلب ہے اور قلب کو قلب اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ لَوٹ پَوٹ ہوتا رہتا ہے، ایمان پر ثابت رہنا اسی کی توفیق سے ہے جس کے دستِ قدرت میں قلب ہے اور حدیث

---

1 ....ترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء کراھیۃ...الخ، ۲/۳۹۱، حدیث ۱۱۷۵

میں فرمایا کہ شرک سے بچو کہ وہ چیونٹی کی چال سے زیادہ مخفی ہے[1] اور اس سے بچنے کی حدیث میں ایک دعا ارشاد فرمائی اسے ہر روز تین مرتبہ پڑھ لیا کرو، حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے کہ شرک سے محفوظ رہو گے، وہ دعا یہ ہے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَیْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ.[2]

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ جان بوجھ کر تیرے ساتھ کسی کو شریک بناؤں اور تجھ سے بخشش مانگتا ہوں (اس شرک سے) جسے میں نہیں جانتا بے شک تو دانائے غیوب ہے۔[3]

مُرتد کی تعریف اور چند مخصوص احکام

سوال: مُرتد کون ہوتا ہے؟

جواب: مُرتد وہ شخص ہے کہ اسلام کے بعد کسی ایسے امر کا انکار کرے جو ضروریاتِ دین سے ہو یعنی زبان سے کلمۂ کفر بکے جس میں تاویلِ صحیح کی گنجائش نہ ہو۔ یوہیں بعض افعال بھی ایسے ہیں جن سے کافر ہو جاتا ہے مثلاً بُت کو سجدہ کرنا۔ مُصحَف شریف کو نجاست کی جگہ پھینک دینا۔ یاد رہے کہ جو بطورِ تمسخر اور ٹھٹھے کے (یعنی مذاق مسخری میں) کفر کریگا وہ بھی مُرتد ہے اگرچہ کہتا ہے کہ ایسا اعتقاد نہیں رکھتا۔

سوال: مُرتد ہونے کی کیا شرائط ہیں؟

جواب: مُرتد ہونے کی چند شرطیں ہیں۔

---

1. ....المسند، للامام احمد بن حنبل، مسند الکوفیین، حدیث أبی موسی الأشعری، ۱۴۶/۷، حدیث ۱۹۶۲۵
2. ....الدر المختار و رد المحتار، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب: فی حکم من شتم ...الخ، ۳۵۴/۶
3. ....بہار شریعت، حصہ ۹، ۴۵۴/۲

(۱) عقل۔ نا سمجھ بچہ اور پاگل سے ایسی بات نکلی تو حکمِ کفر نہیں۔ (۲) ہوش۔ اگر نشہ میں بکا تو کافر نہ ہوا۔ (۳) اختیار۔ مجبوری اور اکراہ کی صورت میں حکمِ کفر نہیں۔ مجبوری کے یہ معنی ہیں کہ جان جانے یا عُضو کٹنے یا ضربِ شدید کا صحیح اندیشہ ہو اس صورت میں صرف زبان سے اس کلمہ کے کہنے کی اجازت ہے بشرطیکہ دل میں وہی اطمینانِ ایمانی ہو

اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ ترجمۂ کنزالایمان: سوا اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو۔ (پ ۱۴، النحل: ۱۰۶)

سوال: مُرتد کی سزا کیا ہے؟

جواب: جو شخص معاذاللہ مُرتد ہو گیا تو مستحب ہے کہ حاکمِ اسلام اس پر اسلام پیش کرے اور اگر وہ کچھ شبہہ بیان کرے تو اس کا جواب دے اور اگر مہلت مانگے تو تین دن قید میں رکھے اور ہر روز اسلام کی تلقین کرے۔ یوہیں اگر اس نے مہلت نہ مانگی مگر امید ہے کہ اسلام قبول کرلے گا جب بھی تین دن قید میں رکھا جائے پھر اگر مسلمان ہو جائے فبہا ورنہ قتل کر دیا جائے بغیر اسلام پیش کیے اسے قتل کر ڈالنا مکروہ ہے۔ مرتد کو قید کرنا اور اسلام نہ قبول کرنے پر قتل کر ڈالنا بادشاہِ اسلام کا کام ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ ایسا شخص اگر زندہ رہا اور اس سے تَعَرُّض نہ کیا گیا تو ملک میں طرح طرح کے فساد پیدا ہونگے اور فتنہ کا سلسلہ روز بروز ترقی پذیر ہو گا جس کی وجہ سے امنِ عامہ میں خلل پڑیگا لہٰذا ایسے شخص کو ختم کر دینا ہی مقتضائے حکمت تھا۔ اب چونکہ حکومتِ اسلام ہندوستان میں باقی نہیں کوئی روک تھام کرنے والا باقی نہ رہا ہر شخص جو چاہتا ہے بکتا ہے اور آئے دن مسلمانوں میں فساد پیدا ہوتا ہے نئے نئے مذہب پیدا ہوتے رہتے ہیں ایک خاندان بلکہ بعض جگہ ایک گھر میں کئی مذہب ہیں اور بات بات پر جھگڑے لڑائی ہیں ان تمام خرابیوں کا باعث یہی نیا مذہب ہے ایسی صورت میں سب سے بہتر ترکیب وہ ہے جو ایسے وقت کے لیے قرآن وحدیث میں

ارشاد ہوئی اگر مسلمان اس پر عمل کریں تمام قصوں سے نجات پائیں دنیاوآخرت کی بھلائی ہاتھ آئے۔ وہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے بالکل میل جول چھوڑ دیں، سلام کلام ترک کر دیں، ان کے پاس اُٹھنا بیٹھنا، ان کے ساتھ کھانا پینا، ان کے یہاں شادی بیاہ کرنا، غرض ہر قسم کے تعلقات ان سے قطع کر دیں گویا سمجھیں کہ وہ اب رہا ہی نہیں، وَاللّٰہُ الْمُوَفِّق۔

سوال: عورت یانابالغ سمجھدار بچہ مُرتد ہو جائیں تو انکی سزا کیا ہے؟

جواب: عورت یانابالغ سمجھ وال بچہ مُرتد ہو جائے تو قتل نہ کرینگے بلکہ قید کرینگے یہاں تک کہ توبہ کرے اور مسلمان ہو جائے۔

سوال: کیا مُرتد کی اِرتداد سے توبہ قبول ہے؟ اگر ہاں تو کیا ہر مُرتد کا یہی حکم ہے؟

جواب: مُرتد اگر اِرتداد سے توبہ کرے تو اس کی توبہ مقبول ہے مگر بعض مُرتدین مثلاً کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا کہ اُس کی توبہ مقبول نہیں۔ توبہ قبول کرنے سے مراد یہ ہے کہ توبہ کرنے کے بعد بادشاہِ اسلام اسے قتل نہ کریگا۔

سوال: مُرتد اِرتداد سے مُنکِر ہو تو اسکی سزا کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: مُرتد اگر اپنے اِرتداد سے انکار کرے تو یہ انکار بمنزلہ توبہ ہے اگرچہ گواہانِ عادل سے اسکا اِرتداد ثابت ہو یعنی اس صورت میں یہ قرار دیا جائے گا کہ اِرتداد تو کیا مگر اب توبہ کرلی لہٰذا قتل نہ کیا جائیگا اور اِرتداد کے باقی احکام جاری ہونگے مثلاً اس کی عورت نکاح سے نکل جائے گی، جو کچھ اعمال کیے تھے سب اکارت ہو جائیں گے، حج کی استطاعت رکھتا ہے تو اب پھر حج فرض ہے کہ پہلا حج جو کر چکا تھا بیکار ہو گیا۔ اگر اس قول سے انکار نہیں کرتا مگر لایعنی تقریروں سے اس اَمر کو صحیح بتاتا ہے جیسا زمانۂ حال کے مُرتدین کا شیوہ ہے تو یہ نہ انکار ہے نہ توبہ مثلاً قادیانی کہ نبوّت کا دعویٰ کرتا ہے اور خاتمُ النّبیین کے غلط معنے بیان کر

کے اپنی نبوّت کو برقرار رکھنا چاہتا ہے یا حضرت سیّدنا مسیح عیسیٰ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی شانِ پاک میں سخت سخت حملے کرتا ہے پھر حیلے گڑھتا ہے۔۔۔۔ایسی باتوں سے کفر نہیں ہٹ سکتا کفر اٹھانے کا جو نہایت آسان طریقہ ہے کاش! اسے برتتے تو ان زحمتوں میں نہ پڑتے اور عذابِ آخرت سے بھی اِنۡ شَآءَ اللّٰہ رہائی کی صورت نکلتی وہ صرف توبہ ہے کہ کفر و شِرک سب کو مٹا دیتی ہے، مگر اس میں وہ اپنی ذِلّت سمجھتے ہیں حالانکہ یہ خدا کو محبوب، اُس کے محبوبوں کو پسند، تمام عُقَلا کے نزدیک اس میں عزّت۔

اِرتداد سے توبہ کا طریقہ

سوال: اِرتداد سے توبہ کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: کسی دینِ باطل کو اختیار کیا مثلاً یہودی یا نصرانی ہو گیا ایسا شخص مسلمان اس وقت ہو گا کہ اس دینِ باطل سے بیزاری و نفرت ظاہر کرے اور دینِ اسلام قبول کرے۔ اور اگر ضروریاتِ دین میں سے کسی بات کا انکار کیا ہو تو جب تک اُس کا اقرار نہ کرے جس سے انکار کیا ہے محض کلمۂ شہادت پڑھنے پر اس کے اسلام کا حکم نہ دیا جائے گا کہ کلمۂ شہادت کا اس نے بظاہر انکار نہ کیا تھا مثلاً نماز یا روزہ کی فرضیّت سے انکار کرے یا شراب اور سؤر کی حرمت نہ مانے تو اس کے اسلام کے لیے یہ شرط ہے کہ جب تک خاص اس اَمر کا اقرار نہ کرے اس کا اسلام قبول نہیں یا اللّٰہ تعالیٰ اور رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جناب میں گستاخی کرنے سے کافر ہوا تو جب تک اس سے توبہ نہ کرے مسلمان نہیں ہو سکتا۔

سوال: تجدیدِ ایمان کا طریقہ بھی بتا دیجئے؟

جواب: جس کُفر سے توبہ مقصود ہے وہ اُسی وقت مقبول ہو گی جبکہ وہ اُس کُفر کو کُفر تسلیم کرتا ہو اور دل میں اُس کُفر سے نفرت و بیزاری بھی ہو۔ جو کُفر سرزد ہوا توبہ میں اُس کا تذکرہ

بھی ہو۔ مثلاً جس نے ویزا فارم پر اپنے آپ کو کرسچین لکھ دیا وہ اس طرح کہے: "یااللہ عَزَّوَجَلَّ! میں نے جو ویزا فارم میں اپنے آپ کو کرسچین ظاہر کیا ہے اس کُفر سے توبہ کرتا ہوں۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں)" اِس طرح مخصوص کُفر سے توبہ بھی ہو گئی اور تجدیدِ ایمان بھی۔ اگر مَعَاذَ اللہ کئی کُفرِیّات بکے ہوں اور یاد نہ ہو کہ کیا کیا بکا ہے تو یوں کہے: "یااللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھ سے جو جو کُفرِیّات صادِر ہوئے ہیں میں ان سے توبہ کرتا ہوں۔" پھر کلِمہ پڑھ لے۔ (اگر کلمہ شریف کا ترجَمہ معلوم ہے تو زبان سے ترجَمہ دُہرانے کی حاجت نہیں) اگر یہ معلوم ہی نہیں کہ کُفر بکا بھی ہے یا نہیں تب بھی اگر احتیاطاً توبہ کرنا چاہیں تو اسطرح کہیئے: "یااللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر مجھ سے کوئی کُفر ہو گیا ہو تو میں اُس سے توبہ کرتا ہوں۔" یہ کہنے کے بعد کلِمہ پڑھ لیجئے۔

مُرتد سے متعلق چند فقہی احکام

سوال: مُرتد مسلمان ہو گیا، اب اِرتداد سے پہلے جو عبادات ادا کی تھیں کیا ان کو دوبارہ ادا کرنا ہو گا؟ اور جو عبادات اِرتداد سے پہلے قضا تھیں کیا ان کی ادائیگی اب بھی لازم ہے؟

جواب: زمانۂ اسلام میں کچھ عبادات قضا ہو گئیں اور ادا کرنے سے پہلے مُرتد ہو گیا پھر مسلمان ہوا تو ان عبادات کی قضا کرے اور جو ادا کر چکا تھا اگرچہ اِرتداد سے باطل ہو گئیں مگر اس کی قضا نہیں البتہ اگر صاحبِ استطاعت ہو تو حج دوبارہ فرض ہو گا۔

سوال: مرد نے کفرِ قطعی کیا تو اس کے نکاح کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کفرِ قطعی ہو تو عورت نکاح سے نکل جائے گی پھر اسلام لانے کے بعد اگر

عورت راضی ہو تو دوبارہ اس سے نکاح ہو سکتا ہے ورنہ جہاں پسند کرے نکاح کر سکتی ہے اس کا کوئی حق نہیں کہ عورت کو دوسرے کے ساتھ نکاح کرنے سے روک دے اور اگر اسلام لانے کے بعد عورت کو بدستور رکھ لیا دوبارہ نکاح نہ کیا تو قربت زنا ہوگی اور بچے ولدُ الزّنا اور اگر کفرِ قطعی نہ ہو یعنی بعض علما کافر بتاتے ہوں اور بعض نہیں یعنی فقہا کے نزدیک کافر ہو اور مُتَکَلِّمِین کے نزدیک نہیں تو اس صورت میں بھی تجدیدِ اسلام و تجدیدِ نکاح کا حکم دیا جائیگا۔

سوال: عورت مُرتد ہو گئی تو اسکے نکاح کا کیا حکم ہے؟

جواب: عورت مُرتد ہو گئی پھر اسلام لائی تو شوہرِ اول سے نکاح کرنے پر مجبور کی جائے گی یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ دوسرے سے نکاح کرے اسی پر فتویٰ ہے۔

سوال: مُرتد کے نکاح کا کیا حکم ہے؟ اسکا نکاح کس سے ہو سکتا ہے؟

جواب: مُرتد کا نکاح بالاتفاق باطل ہے وہ کسی عورت سے نکاح نہیں کر سکتا نہ مسلِمہ سے نہ کافرہ سے نہ مُرتدہ سے نہ حُرّہ سے نہ کنیز سے۔

سوال: تجدیدِ نکاح کیسے کیا جائے؟

جواب: تجدیدِ نکاح کا معنٰی ہے: "نئے مَہر سے نیا نکاح کرنا۔" اِس کیلئے لوگوں کو اِکٹھا کرنا ضروری نہیں۔ نکاح نام ہے اِیجاب و قبول کا۔ ہاں بوقتِ نکاح بطورِ گواہ کم از کم دو مَرد مسلمان یا ایک مَرد مسلمان اور دو مسلمان عورتوں کا حاضِر ہونا لازمی ہے۔ خُطبۂ نکاح شرط نہیں بلکہ مُستَحَب ہے۔ خطبہ یاد نہ ہو تو اَعُوْذُ بِاللہ اور بِسمِ اللہ شریف کے بعد سورۂ فاتحہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ کم از کم دس درہم یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی (موجودہ وزن کے حساب سے 30 گرام 618 ملی گرام چاندی) یا اُس کی رقم مہر واجِب ہے۔ مثلاً آپ نے پاکستانی 786 روپے اُدھار مہر کی نیّت کر لی ہے (مگر یہ دیکھ لیجئے کہ مہر مقرر کرتے وقت مذکورہ چاندی کی قیمت

786 پاکستانی روپے سے زائد تو نہیں) تو اب مذکورہ گواہوں کی موجودگی میں آپ "اِیجاب" کیجئے یعنی عورت سے کہئے :"میں نے 786 پاکستانی روپے مہر کے بدلے آپ سے نکاح کیا۔" عورت کہے: "میں نے قبول کیا۔" نکاح ہو گیا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عورت ہی خُطبہ یا سورۂ فاتحہ پڑھ کر "اِیجاب" کرے اور مَرد کہے: "میں نے قبول کیا"، نکاح ہو گیا۔ بعدِ نکاح اگر عورت چاہے تو مَہر مُعاف بھی کر سکتی ہے۔ مگر مَرد بِلاحاجتِ شرعی عورت سے مَہر مُعاف کرنے کا سوال نہ کرے۔

سوال: مُرتد کے ذَبیحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: مُرتد کا ذَبیحہ مُردار ہے اگرچہ بِسْمِ اللہ کر کے ذبح کرے۔ یوہیں کُتّے یا باز یا تیر سے جو شکار کیا ہے وہ بھی مُردار ہے، اگرچہ چھوڑنے کے وقت بِسْمِ اللہ کہہ لی ہو۔

سوال: مُرتد کی گواہی اور اس کے وارث بننے کے متعلق کیا شرعی حکم ہے؟

جواب: مُرتد کسی معاملہ میں گواہی نہیں دے سکتا اور کسی کا وارث نہیں ہو سکتا اور زمانۂ ارتدار میں جو کچھ کمایا ہے اس میں مُرتد کا کوئی وارث نہیں۔

سوال: مُرتد کے مال کا کیا حکم ہے؟ دوبارہ اسلام قبول کرنے یا نہ کرنے کی صورت میں کیا حکم ہو گا؟

جواب: اِرتداد سے مِلک جاتی رہتی ہے یعنی جو کچھ اس کے اَملاک واَموال تھے سب اس کی مِلک سے خارج ہو گئے مگر جبکہ پھر اسلام لائے اور کفر سے توبہ کرے تو بدستور مالک ہو جائیگا اور اگر کُفر ہی پر مَر گیا یا دارُالحرب کو چلا گیا تو زمانۂ اسلام کے جو کچھ اموال ہیں ان سے اوّلاً ان دُیون کو ادا کرینگے جو زمانۂ اسلام میں اس کے ذِمّہ تھے اس سے جو بچے وہ مسلمان وُرَثہ کو ملے گا اور زمانۂ اِرتداد میں جو کچھ کمایا ہے اس سے زمانۂ اِرتداد کے دُیون ادا

کرینگے اس کے بعد جو بچے وہ فئے ہے۔

سوال: بیوی کی عدّت میں مُرتد ہوکر دارُالحرب چلا گیا یا اسی حالت میں قتل کر دیا گیا تو کیا عورت وارث ہو گی؟

جواب: عورت کو طلاق دی تھی وہ ابھی عدّت ہی میں تھی کہ شوہر مُرتد ہو کر دارُالحرب کو چلا گیا یا حالتِ اِرتداد میں قتل کیا گیا تو وہ عورت وارث ہو گی۔

وہ صورتیں جو کفریہ نہیں ہیں

سوال: زبان پھسلنے کی وجہ سے کفریہ بات نکل گئی تو کیا حکم ہے؟

جواب: کہنا کچھ چاہتا تھا اور زبان سے کفر کی بات نکل گئی تو کافر نہ ہوا یعنی جبکہ اس اَمر سے اظہارِ نفرت کرے کہ سننے والوں کو بھی معلوم ہو جائے کہ غلطی سے یہ لفظ نکلا ہے اور اگر بات کی پچ کی تو اب کافر ہو گیا کہ کفر کی تائید کرتا ہے۔

سوال: کفریہ بات کا دل میں خیال پیدا ہوا تو کیا کافر ہو جائے گا؟

جواب: کفری بات کا دل میں خیال پیدا ہوا اور زبان سے بولنا بُرا جانتا ہے تو یہ کفر نہیں بلکہ خاص ایمان کی علامت ہے کہ دل میں ایمان نہ ہوتا تو اسے بُرا کیوں جانتا۔

کلماتِ کفریہ کا بیان

سوال: کیا یہ خیال درست ہے کہ کسی شخص میں ایک بات بھی اسلام کی ہو تو اسے کافر نہ کہا جائے؟

جواب: کسی کلام میں چند معنے بنتے ہیں بعض کفر کی طرف جاتے ہیں بعض اسلام کی طرف تو اس شخص کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ ہاں اگر معلوم ہو کہ قائل نے معنیٔ کفر کا ارادہ

کیا مثلاً وہ خود کہتا ہے کہ میری مُراد یہی ہے تو کلام کا محتمل ہونا نفع نہ دیگا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ کلمہ کے کفر ہونے سے قائل کا کافر ہونا ضرور نہیں۔ آج کل بعض لوگوں نے یہ خیال کرلیا ہے کہ کسی شخص میں ایک بات بھی اسلام کی ہو تو اسے کافر نہ کہیں گے یہ بالکل غلط ہے کیا یہود و نصاریٰ میں اسلام کی کوئی بات نہیں پائی جاتی حالانکہ قرآنِ عظیم میں انھیں کافر فرمایا گیا۔

بلکہ بات یہ ہے کہ علمانے فرمایا یہ تھا کہ اگر کسی مسلمان نے ایسی بات کہی جس کے بعض معنی اسلام کے مطابق ہیں تو کافر نہ کہیں گے اس کو ان لوگوں نے یہ بنالیا۔ ایک یہ وَبا بھی پھیلی ہوئی ہے کہتے ہیں کہ ''ہم تو کافر کو بھی کافر نہ کہیں گے کہ ہمیں کیا معلوم کہ اس کا خاتمہ کفر پر ہو گا'' یہ بھی غلط ہے قرآنِ عظیم نے کافر کو کافر کہا اور کافر کہنے کا حکم دیا۔ ﴿قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَۙ۝۱﴾ (پ۳۰، الکافرون: ۱) اور اگر ایسا ہے تو مسلمان کو بھی مسلمان نہ کہو تمہیں کیا معلوم کہ اسلام پر مرے گا خاتمہ کا حال تو خدا جانے مگر شریعت نے کافر و مسلم میں امتیاز رکھا ہے اگر کافر کو کافر نہ جانا جائے تو کیا اس کے ساتھ وہی معاملات کروگے جو مسلم کے ساتھ ہوتے ہیں حالانکہ بہت سے اُمور ایسے ہیں جن میں کفار کے احکام مسلمانوں سے بالکل جدا ہیں مثلاً ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنا، ان کے لیے استغفار نہ کرنا، ان کو مسلمانوں کی طرح دفن نہ کرنا، ان کو اپنی لڑکیاں نہ دینا، ان پر جہاد کرنا، ان سے جِزْیَہ لینا اس سے انکار کریں تو قتل کرنا وغیرہ وغیرہ۔

بعض جاہل یہ کہتے ہیں کہ ''ہم کسی کو کافر نہیں کہتے، عالِم لوگ جانیں وہ کافر کہیں'' مگر کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ عوام کے تو وہی عقائد ہونگے جو قرآن و حدیث وغیرہما سے علمانے انھیں بتائے یا عوام کے لیے کوئی شریعت جُدا گانہ ہے جب ایسا نہیں تو پھر عالِم دین کے

بتائے پر کیوں نہیں چلتے نیز یہ کہ ضروریات کا انکار کوئی ایسا اَمر نہیں جو علما ہی جانیں عوام جو علما کی صحبت سے مشرف ہوتے رہتے ہیں وہ بھی ان سے بے خبر نہیں ہوتے پھر ایسے معاملہ میں پہلو تہی اور اعراض کے کیا معنی۔

یہاں چند دیگر کلماتِ کفر جو لوگوں سے صادر ہوتے ہیں بیان کیے جاتے ہیں تا کہ ان کا بھی علم حاصل ہو اور ایسی باتوں سے توبہ کی جائے اور اسلامی حُدود کی محافظت کی جائے۔

ایمان واسلام سے متعلق کفریہ کلمات

سوال: کسی شخص کو اپنے ایمان میں شک ہو تو ایسے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: جس شخص کو اپنے ایمان میں شک ہو یعنی کہتا ہے کہ مجھے اپنے مومن ہونے کا یقین نہیں یا کہتا ہے معلوم نہیں میں مومن ہوں یا کافر وہ کافر ہے۔ہاں اگر اُس کا مطلب یہ ہو کہ معلوم نہیں میرا خاتمہ ایمان پر ہو گا یا نہیں تو کافر نہیں۔ جو شخص ایمان و کفر کو ایک سمجھے یعنی کہتا ہے کہ سب ٹھیک ہے خدا کو سب پسند ہے وہ کافر ہے۔ یوہیں جو شخص ایمان پر راضی نہیں یا کفر پر راضی ہے وہ بھی کافر ہے۔

سوال: اسلام کو بُرا کہنے والے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: ایک شخص گناہ کرتا ہے لوگوں نے اسے منع کیا تو کہنے لگا اسلام کا کام اسی طرح کرنا چاہیے یعنی جو گناہ و معصیت کو اسلام کہتا ہے وہ کافر ہے۔ یوہیں کسی نے دوسرے سے کہا: میں مسلمان ہوں، اس نے جواب میں کہا: تجھ پر بھی لعنت اور تیرے اسلام پر بھی لعنت، ایسا کہنے والا کافر ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذاتِ مبارکہ سے متعلق کفریہ کلمات

سوال: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذاتِ مبارکہ سے متعلق بولے جانے والے چند کفریہ کلمات بتادیں؟

جواب: (1) اگر یہ کہا: خدا مجھے اس کام کے لیے حکم دیتا جب بھی نہ کرتا تو کافر ہے۔ (2) ایک نے دوسرے سے کہا: میں اور تم خدا کے حکم کے موافق کام کریں دوسرے نے کہا: میں خدا کا حکم نہیں جانتا، یا کہا: یہاں کسی کا حکم نہیں چلتا۔ (3) کوئی شخص بیمار نہیں ہوتا یا بہت بوڑھا ہے مَرتا نہیں اس کے لیے یہ کہنا کہ اسے اللہ میاں بھول گئے ہیں۔ (4) کسی زبان دَراز آدمی سے یہ کہنا کہ خدا تمھاری زبان کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتا میں کس طرح کروں یہ کفر ہے۔ (5) ایک نے دوسرے سے کہا: اپنی عورت کو قابو میں نہیں رکھتا، اس نے کہا: عورتوں پر خدا کو تو قدرت ہے نہیں، مجھ کو کہاں سے ہو گی۔

سوال: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے مکان ثابت کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: خدا کے لیے مکان ثابت کرنا کفر ہے کہ وہ مکان سے پاک ہے یہ کہنا کہ اوپر خدا ہے نیچے تم یہ کلمہ کفر ہے۔

سوال: جو کہے میں جہنم سے یا عذاب سے نہیں ڈرتا اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: کسی سے کہا: گناہ نہ کر، ورنہ خدا تجھے جہنم میں ڈالے گا، اس نے کہا: میں جہنم سے نہیں ڈرتا، یا کہا: خدا کے عذاب کی کچھ پروا نہیں۔ یا ایک نے دوسرے سے کہا: تو خدا سے نہیں ڈرتا؟ اُس نے غصّہ میں کہا: نہیں، یا کہا: خدا کیا کر سکتا ہے اس کے سوا کیا کر سکتا ہے کہ دوزخ میں ڈالدے۔ یا کہا: خدا سے ڈر، اس نے کہا: خدا کہاں ہے؟ یہ سب کفر کے کلمات ہیں۔

سوال: اگر کوئی یہ کہے میں اِنْ شَآءَ اللہ کے بغیر کام کروں گا تو کیا حکم ہے؟

جواب: کسی سے کہا: اِنْ شَآءَ اللہ تم اس کام کو کروگے، اس نے کہا: میں بغیر اِنْ شَآءَ اللہ کرونگا یا ایک نے دوسرے پر ظلم کیا مظلوم نے کہا: خدا نے یہی مُقدّر کیا تھا، ظالم نے کہا: میں بغیر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے مُقدّر کیے کرتا ہوں، یہ کفر ہے۔

سوال: کیا محتاجی کفر ہے؟

جواب: کسی مسکین نے اپنی محتاجی کو دیکھ کر یہ کہا: اے خدا! فلاں بھی تیرا بندہ ہے اس کو تو نے کتنی نعمتیں دے رکھی ہیں اور میں بھی تیرا بندہ ہوں مجھے کس قدر رنج وتکلیف دیتا ہے آخر یہ کیا انصاف ہے ایسا کہنا کفر ہے۔ حدیث میں ایسے ہی کے لیے فرمایا: "کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا"[1] محتاجی کفر کے قریب ہے کہ جب محتاجی کے سبب ایسے نا ملائم کلمات صادر ہوں جو کفر ہیں تو گویا خود محتاجی قریب بکفر ہے۔

سوال: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام کی تصغیر کرنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام کی تصغیر کرنا کفر ہے، جیسے کسی کا نام عبد اللہ یا عبد الخالق یا عبد الرحمٰن ہو اسے پکارنے میں آخر میں الف وغیرہ ایسے حروف ملا دیں جس سے تصغیر سمجھی جاتی ہے۔

سوال: تیرا باپ اللہ اللہ کرتا ہے یہ کہنا کیسا ہے؟

جواب: ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اسکا لڑکا باپ کو تلاش کر رہا تھا اور روتا تھا کسی نے کہا: چُپ رہ تیرا باپ اللہ اللہ کرتا ہے یہ کہنا کفر نہیں کیونکہ اسکے معنی یہ ہیں کہ خدا کی یاد کرتا ہے۔ اور بعض جاہل یہ کہتے ہیں، کہ لَآ اِلٰہَ پڑھتا ہے یہ بہت قبیح ہے کہ یہ نفی محض ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی خدا نہیں اور یہ معنی کفر ہیں۔

انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام سے متعلق کفریہ کلمات

سوال: انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کی طرف بے حیائی کی نسبت کرنے کا کیا حکم ہے؟

---

1 ....شعب الإیمان، باب فی الحث علی ترك الغل والحسد، ٥/٢٦٧، حدیث: ٦٦١٢

جواب: انبیاء عَلَیۡھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی توہین کرنا، ان کی جناب میں گستاخی کرنا یاان کو فواحش و بے حیائی کی طرف منسوب کرنا کفر ہے، مثلاً معاذ اللہ یوسف عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو زنا کی طرف نسبت کرنا۔

سوال: نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خاتَمُ النّبیین نہ جاننے والے نیز آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے منسوب اشیاء کی توہین کرنے والے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: جو شخص حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تمام انبیا میں آخر نبی نہ جانے یا حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی کسی چیز کی توہین کرے یا عیب لگائے، آپ کے موئے مبارک کو تحقیر سے یاد کرے، آپ کے لباس مبارک کو گندہ اور میلا بتائے، حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے ناخن بڑے بڑے کہے یہ سب کفر ہے، بلکہ اگر کسی کے اس کہنے پر کہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو کدّو پسند تھا کوئی یہ کہے مجھے پسند نہیں تو بعض علما کے نزدیک کافر ہے اور حقیقت یہ کہ اگر اس حیثیت سے اُسے ناپسند ہے کہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو پسند تھا تو کافر ہے۔ یوہیں کسی نے یہ کہا کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کھانا تناول فرمانے کے بعد تین بار انگشت ہائے مبارکہ چاٹ لیا کرتے تھے، اس پر کسی نے کہا: یہ ادب کے خلاف ہے یا کسی سنّت کی تحقیر کرے، مثلاً داڑھی بڑھانا، مونچھیں کم کرنا، عمامہ باندھنا یا شملہ لٹکانا، ان کی اِہانت کفر ہے جبکہ سنّت کی توہین مقصود ہو۔

سوال: اپنے آپ کو پیغمبر کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اب جو اپنے کو کہے میں پیغمبر ہوں اور اسکا مطلب یہ بتائے کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں وہ کافر ہے یعنی یہ تاویل مَسموع نہیں کہ عُرف میں یہ لفظ رسول و نبی کے معنی میں ہے۔

صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھُم سے متعلق کفریہ کلمات

سوال: حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھُمَا کی خِلافت کے انکار کا کیا حکم ہے؟

جواب: حضراتِ شیخین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھُمَا کی شانِ پاک میں سبّ و شتم کرنا، تبرّا کہنا یا حضرت صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی صحبت یا امامت و خلافت سے انکار کرنا کفر ہے۔ حضرت اُمُّ المؤمنین صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھَا کی شانِ پاک میں قَذف جیسی ناپاک تہمت لگانا یقیناً قطعاً کفر ہے۔

فرشتوں سے متعلق کفریہ کلمات

سوال: دشمن یا ناپسند شخص کو مَلکُ الموت کہنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: دشمن و مبغوض کو دیکھ کر یہ کہنا مَلکُ الموت آگئے یا کہا: اسے ویسا ہی دشمن جانتا ہوں جیسا مَلکُ الموت کو، اس میں اگر مَلکُ الموت کو بُرا کہنا ہے تو کفر ہے اور موت کی ناپسندیدگی کی بنا پر ہے تو کفر نہیں۔ یوہیں جبرئیل یا میکائیل یا کسی فرشتہ کو جو شخص عیب لگائے یا توہین کرے کافر ہے۔

سوال: قرآنِ پاک کی کسی آیت کو مذاق کے طور پر پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: قرآن کی کسی آیت کو عیب لگانا یا اس کی توہین کرنا یا اس کے ساتھ مسخرہ پن کرنا کفر ہے مثلاً داڑھی مونڈانے سے منع کرنے پر اکثر داڑھی منڈے کہہ دیتے ہیں ﴿كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۳﴾ (پ۳۰، التکاثر:۳) جس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ کلّا صاف کر دیہ قرآن مجید کی تحریف و تبدیل بھی ہے اور اس کے ساتھ مذاق اور دل لگی بھی اور یہ دونوں

باتیں کفر، اسی طرح اکثر باتوں میں قرآن مجید کی آیتیں بے موقع پڑھ دیا کرتے ہیں اور مقصود ہنسی کرنا ہوتا ہے جیسے کسی کو نماز جماعت کے لیے بلایا، وہ کہنے لگا میں جماعت سے نہیں بلکہ تنہا پڑھونگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى﴾ (پ۲۱، العنکبوت: ۴۵)

سوال: مَزامیر کے ساتھ قرآن پڑھنا کیسا؟

جواب: مَزامیر کے ساتھ قرآن پڑھنا کفر ہے۔

نماز، اذان، روزہ وغیرہ سے متعلق کفریہ کلمات

سوال: نماز سے متعلق چند کفریہ کلمات بتادیجئے؟

جواب: کسی سے نماز پڑھنے کو کہا: اس نے جواب دیا نماز پڑھتا تو ہوں مگر اس کا کچھ نتیجہ نہیں یا کہا: تم نے نماز پڑھی کیا فائدہ ہوا یا کہا: نماز پڑھ کے کیا کروں کس کے لیے پڑھوں ماں باپ تو مر گئے یا کہا: بہت پڑھ لی اب دل گھبرا گیا یا کہا: پڑھنا نہ پڑھنا دونوں برابر ہے غرض اسی قسم کی بات کرنا جس سے فرضیت کا انکار سمجھا جاتا ہو یا نماز کی تحقیر ہوتی ہو یہ سب کفر ہے۔

کوئی شخص صرف رمضان میں نماز پڑھتا ہے بعد میں نہیں پڑھتا اور کہتا یہ ہے کہ یہی بہت ہے یا جتنی پڑھی یہی زیادہ ہے کیونکہ رمضان میں ایک نماز ستّر نماز کے برابر ہے ایسا کہنا کفر ہے اس لیے کہ اس سے نماز کی فرضیت کا انکار معلوم ہوتا ہے۔

سوال: اذان کی آواز سُن کر یہ کہنا کہ کیا شور مچار کھا ہے کیسا ہے؟

جواب: اگر یہ قول بَروَجہ انکار ہو کفر ہے۔

سوال: روزہ وہ رکھے جسے کھانا نہ ملے یہ کہنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: روزۂ رمضان نہیں رکھتا اور کہتا یہ ہے کہ روزہ وہ رکھے جسے کھانا نہ ملے یا کہتا ہے

جب خدا نے کھانے کو دیا ہے تو بھوکے کیوں مریں یا اسی قسم کی اور باتیں جن سے روزہ کی ہتک و تحقیر ہو کہنا کفر ہے۔

سوال: علمِ دین یا علما کی توہین کا کیا حکم ہے؟

جواب: علمِ دین اور علما کی توہین بے سبب یعنی محض اس وجہ سے کہ عالمِ علمِ دِین ہے کفر ہے۔ یوہیں عالمِ دین کی نقل کرنا مثلاً کسی کو منبر وغیرہ کسی اونچی جگہ پر بٹھائیں اور اس سے مسائل بطورِ اِستہزاء دریافت کریں پھر اسے تکیہ وغیرہ سے ماریں اور مذاق بنائیں یہ کفر ہے۔ یوہیں شرع کی توہین کرنا مثلاً کہے میں شرع ورع نہیں جانتا یا عالِم دین محتاط کا فتویٰ پیش کیا گیا اس نے کہا: میں فتویٰ نہیں مانتا یا فتویٰ کو زمین پر پٹک دیا۔ کسی شخص کو شریعت کا حکم بتایا کہ اس معاملہ میں یہ حکم ہے اس نے کہا: ہم شریعت پر عمل نہیں کرینگے ہم تو رَسم کی پابندی کرینگے ایسا کہنا بعض مَشائخ کے نزدیک کفر ہے۔

سوال: شراب پیتے وقت یا زنا کرتے وقت یا جُوا کھیلتے وقت یا چوری کرتے وقت ''بِسْمِ اللہ'' کہنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: شراب پیتے وقت یا زنا کرتے وقت یا جُوا کھیلتے وقت یا چوری کرتے وقت ''بِسْمِ اللہ'' کہنا کفر ہے۔ دو شخص جھگڑ رہے تھے ایک نے کہا: ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہ'' دوسرے نے کہا: لَاحَوْل کا کیا کام ہے یا لَاحَوْل کو میں کیا کروں یا لَاحَوْل روٹی کی جگہ کام نہ دیگا۔ یوہیں سُبْحَانَ اللہ اور لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ کے متعلق اسی قسم کے الفاظ کہنا کفر ہے۔

سوال: بیماری میں گھبرا کر یہ کہنا کہ تجھے اختیار ہے چاہے کافر مار یا مسلمان مار، اسکا کیا حکم ہے؟

جواب: بیماری میں گھبرا کر کہنے لگا تجھے اختیار ہے چاہے کافر مار یا مسلمان مار، یہ کفر ہے۔

یوہیں مصائب میں مبتلا ہو کر کہنے لگا تو نے میرا مال لیا اور اولاد لے لی اور یہ لیا وہ لیا اب کیا کریگا اور کیا باقی ہے جو تو نے نہ کیا اسطرح بکنا کفر ہے۔

سوال: مسلمان کو کلماتِ کفر کی تعلیم و تلقین کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مسلمان کو کلماتِ کفر کی تعلیم و تلقین کرنا کفر ہے اگرچہ کھیل اور مذاق میں ایسا کرے۔

افعالِ کفریہ کا بیان

سوال: ہولی دیوالی پوجنے کا کیا حکم ہے نیز کفار کے مذہبی تہواروں میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

جواب: ہولی اور دیوالی پوجنا کفر ہے کہ یہ عبادت غیرُ اللہ ہے۔ کفار کے میلوں تہواروں میں شریک ہو کر ان کے میلے اور جلوس مذہبی کی شان و شوکت بڑھانا کفر ہے جیسے رام لیلا اور جنم اسٹمی اور رام نومی وغیرہ کے میلوں میں شریک ہونا۔ یوہیں ان کے تہواروں کے دن محض اس وجہ سے چیزیں خریدنا کہ کفار کا تہوار ہے یہ بھی کفر ہے جیسے دیوالی میں کھلونے اور مٹھائیاں خریدی جاتی ہیں کہ آج خریدنا دیوالی منانے کے سوا کچھ نہیں۔ یوہیں کوئی چیز خرید کر اس روز مشرکین کے پاس ہدیہ کرنا جبکہ مقصود اُس دن کی تعظیم ہو تو کفر ہے۔

نصیحت: مسلمانوں پر اپنے دین و مذہب کا تحفّظ لازم ہے، دینی حمیّت اور دینی غیرت سے کام لینا چاہیے، کافروں کے کُفری کاموں سے الگ رہیں، مگر افسوس کہ مشرکین تو مسلمانوں سے اجتناب کریں اور مسلمان ہیں کہ ان سے اختلاط رکھتے ہیں، اس میں سراسر مسلمانوں کا نقصان ہے۔ اسلام خدا کی بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرو اور جس بات میں ایمان کا نقصان ہے، اس سے دور بھاگو! ورنہ شیطان گمراہ کر دیگا اور یہ دولت تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے

گی پھر کفِ افسوس ملنے کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔[1]

اے اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) تُو ہمیں صراطِ مستقیم پر قائم رکھ اور اپنی ناراضی کے کاموں سے بچا اور جس بات میں تُو راضی ہے، اس کی توفیق دے، تُو ہر دُشواری کو دور کرنے والا ہے اور ہر سختی کو آسان کرنے والا۔

....…....…....…....

خلفائے راشدین

سوال: خلفائے راشدین سے کیا مراد ہے؟

جواب: حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد خلیفۂ بر حق حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پھر حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پھر حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پھر حضرت علیؓ المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پھر چھ ماہ کے لئے حضرت امام حسن مجتبیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ خلیفہ ہوئے ان حضرات کو خلفائے راشدین اور انہی کی خلافت کو "خلافتِ راشدہ" کہتے ہیں۔

سوال: ان خلفائے راشدین میں سے سب سے افضل کون ہیں؟

جواب: انبیاء و مُرسلین کے بعد تمام مخلوقات سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پھر حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پھر حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پھر حضرت علیؓ المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں۔

سوال: اگر کوئی کہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ یا حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ

---

1 ....کفریہ کلمات کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کی کتاب "کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب" پڑھنا بہت مفید ہے۔

تَعَالٰی عَنْہُ سے حضرت علیُّ المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ افضل ہیں تو اس کے بارے میں کیا کہیں گے؟

جواب: ایسا کہنے والا شخص گمراہ بدمذہب ہے۔

سوال: آزاد مردوں میں سب سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا؟

جواب: حضرت سیِّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے۔

سوال: حضرت سیِّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بارے میں کچھ بتائیے؟

جواب: آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا اسم مبارک عبداللّٰہ بن ابی قحافہ ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا رنگ گورا، جسم دبلا پتلا، رُخسار رستے ہوئے، آنکھیں حلقہ دار، پیشانی اُبھری ہوئی تھی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے والدین، بیٹے اور پوتے سب صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ ہیں اور یہ فضیلت صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ میں کسی کو حاصل نہیں۔ عامُ الفیل کے دو برس چار ماہ بعد مکۂ مکرمہ میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ولادت ہوئی۔ اپنی عمر شریف میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جدائی کبھی گوارا نہ کی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بہت فضائل ہیں احادیث میں بہت تعریفیں آئی ہیں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا لقب صدیق و عتیق ہے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ انبیاء و مُرسلین عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے سوا کسی شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے برابر فضل و شرف نہیں پایا۔[1] 22 جمادی الآخر 13ھ شب سہ شنبہ (منگل) مدینۂ منورہ مغرب و عشاء کے درمیان تریسٹھ سال کی عمر میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا وصال ہوا۔ حضرت عمر بن خطّاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خلافت 2 سال 4 ماہ رہی۔[2]

1.... فردوس الاخبار، ۲/۳۲۸، حدیث: ۱۵۸۱، مفہوماً

2.... کتاب العقائد، ص ۴۳

سوال: حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو یارِ غار کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: جب آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مکۂ مکرمہ سے مدینۂ منورہ ہجرت فرمائی تو راستے میں غارِ ثور میں تین دن تک آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ قیام فرمایا اور اسی نسبت سے "یارِ غار" کہلائے۔

سوال: حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کیا رشتہ ہے؟

جواب: حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ، حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زوجۂ مطہرہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے والد ہیں۔[1]

سوال: خلفائے راشدین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم میں سے دوسرے خلیفہ کون ہیں، ان کے بارے میں کچھ بتائیے؟

جواب: حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بعد دوسرے خلیفہ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا مرتبہ ہے اور وہ باقی سب سے افضل ہیں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا نامِ نامی عمر بن خطّاب، لقب فاروق، کنیت ابو حفص ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نبوّت کے چھٹے سال چالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد ایمان لائے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے اسلام لانے کے دن سے اسلام کا غلبہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہی کا لقب امیرُ المؤمنین ہوا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا رنگ سفید سُرخی مائل، دراز قد، چشمِ مبارک سُرخ تھیں۔ آپ

---

[1]…ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے فضائل اور دیگر معلومات حاصل کرنے کے لئے کتاب "فیضانِ صدیقِ اکبر" (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ فرمائیں۔

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے عہدِ خلافت میں بہت فتوحات ہوئیں۔[1]

سوال: کیا حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی کوئی کرامات بھی مشہور ہیں؟

جواب: جی ہاں! آپ کی بہت سی کرامات مشہور ہیں جیسے آپ کا ہزاروں میل دور موجود اسلامی فوج کے سپہ سالار حضرت ساریہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو آواز دینا اور ان کا سن لینا، دریائے نیل کا آپ کے خط ڈالنے سے جاری ہو جانا وغیرہ۔

سوال: حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کیا رشتہ ہے؟

جواب: آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زوجۂ محترمہ تھیں۔

سوال: حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی کب اور کیسے شہادت ہوئی؟

جواب: آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ مدینۂ طیبہ میں آخر ذی الحجہ 23ھ میں ساڑھے دس سال خلافت کر کے تریسٹھ سال کی عمر میں ایک مجوسی غلام ابولؤلؤ فیروز کے ہاتھوں شہید ہوئے۔[2]

سوال: کون سے دو صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے مزارات حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مزار مبارک کے برابر میں سنہری جالیوں کے اندر ہیں؟

جواب: حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے۔ اور قیامت کے قریب حضرت عیسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تشریف لائیں گے اور بعدِ وفات اسی روضۂ انور میں مدفون ہوں گے۔

---

1 .... کتاب العقائد، ص ۴۴

2 .... فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے فضائل اور دیگر معلومات حاصل کرنے کے لئے کتاب "فیضانِ فاروقِ اعظم" (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ فرمائیں۔

سوال: حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بعد خلیفہ کون ہیں، ان کے کچھ حالات بیان کیجئے؟

جواب: حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بعد خلیفۂ سوم حضرت عثمان بن عفان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا مرتبہ ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا اسم مبارک عثمان بن عفان ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا رنگ گورا، جلد نازک، چہرہ حسین، سینہ چوڑا اور داڑھی بڑی تھی۔ آپ یکم محرم 24 ھ کو خلیفہ بنائے گئے۔[1]

سوال: حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ غنی کیوں مشہور ہوئے؟

جواب: آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بہت مالدار تھے اور ہمیشہ اپنا مال خدمتِ اسلام میں خرچ کرتے رہتے تھے۔

سوال: حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ذُوالنّورین کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شہزادیاں حضرت رُقیّہ و حضرت اُمِّ کلثوم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا یکے بعد دیگرے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نکاح میں آئیں اسی وجہ سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ذُوالنّورین یعنی دو نوروں والا کہتے ہیں۔

سوال: حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی وفات کیسے ہوئی؟

جواب: آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ قریب بارہ سال کے خلافت فرما کر مدینۂ طیبہ میں بیاسی سال کی عمر میں 18 ذو الحجہ 35 ھ میں سبائی باغیوں کے ہاتھوں شہید ہوئے جو عبد اللہ بن سبا یہودی منافق کے پیروکار تھے۔

---

1 .... کتاب العقائد، ص ۴۴

سوال: نوعمروں میں سے سب سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا؟

جواب: نوعمروں میں حضرت سیّدنا علیُّ المرتضٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سب سے پہلے اسلام لائے۔ اسلام لانے کے وقت آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی عمر شریف پندرہ یا سولہ سال یا اس سے کچھ کم و زیادہ تھی۔

سوال: مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ کون ہیں، ان کے بارے میں کچھ بتایئے؟

جواب: خلیفۂ چہارم امیرُ المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں۔ آپ کا اسم مبارک علی اور کنیت ابو الحسن اور ابو تراب ہے۔ آپ کا رنگ گندمی، آنکھیں بڑی، قد مبارک غیر طویل، داڑھی چوڑی اور سفید تھی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی وفات کے دن خلیفہ بنائے گئے۔(1)

سوال: حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کا لقب کیا ہے؟

جواب: اسدُ اللہ یعنی اللہ کا شیر۔

سوال: حضرت علیُّ المرتضٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کیا رشتہ ہے؟

جواب: حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صاحبزادی خاتونِ جنت حضرت فاطمۃُ الزّہراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی زوجۂ محترمہ تھیں۔

سوال: حضرت سیّدنا علی مشکل کشا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی وفات کب ہوئی؟

جواب: آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ 21 رمضان 40ھ کو چار سال نو مہینے اور چند روز خلافت فرما کر تریسٹھ سال کی عمر میں ایک خارجی عبد الرحمٰن ابن ملجم کے ہاتھوں کوفہ میں شہید ہوئے۔

••••...••••...••••...••••

1 .... کتاب العقائد، ص ۴۵

عشرۂ مبشرہ

سوال: عشرۂ مبشرہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وہ دس اصحاب جن کے جنّتی ہونے کی دنیا میں خبر دے دی گئی انہیں "عشرۂ مبشرہ" کہتے ہیں۔

سوال: یہ دس صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کون ہیں؟

جواب: ان میں چار تو یہی خلفاءِ راشدین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ یعنی حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروقِ اعظم، حضرت عثمانِ غنی، حضرت علیُّ المرتضٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ ہیں ان کے علاوہ باقی حضرات کے اسماءِ گرامی یہ ہیں: حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابوعبیدہ بن جراح رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن۔

سوال: کیا عشرۂ مبشرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے علاوہ بھی کسی کو جنّت کی بشارت دی گئی ہے؟

جواب: جی ہاں! احادیثِ مبارکہ میں بعض اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو بھی جنّت کی بشارت دی گئی ہے چنانچہ خاتونِ جنت حضرت فاطمہ زہرا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے حق میں وارد ہے کہ وہ جنّت کی بیبیوں کی سردار ہیں اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے حق میں وارد ہے کہ وہ جنّت کے جوانوں کے سردار ہیں، اسی طرح اصحابِ بدر اور اصحابِ بیعۃُ الرّضوان کے حق میں بھی جنّت کی بشارتیں ہیں اور عمومی طور پر تمام صحابہ سے ہی جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔

جواب: اصحابِ بدر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے کون مراد ہیں؟

جواب: وہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ جو 2ھ میں بدر کے مقام پر کفارِ مکہ کے خلاف اسلام کی سب سے پہلی لڑائی میں شریک ہوئے "اصحابِ بدر" کہلاتے ہیں، ان کی تعداد 313 تھی۔

سوال: اصحابِ بیعتِ رضوان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کون ہیں؟

جواب: ان سے مراد وہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ ہیں جنہوں نے 6ھ میں حُدیبیہ کے مقام پر آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دستِ مبارک پر کفارِ مکہ کے خلاف مَر مٹنے کے لیے بیعت کی اور اللہ تعالیٰ نے اس پر انہیں اپنی رضا کی خوشخبری دی، ان کی تعداد 1400 تھی۔

....…....…....…....

امامت کا بیان

سوال: امامت کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: امامت کی دو قسمیں ہیں:

(۱)۔۔۔امامتِ صُغریٰ، اس سے مراد امامتِ نماز ہے۔

(۲)۔۔۔امامتِ کُبریٰ، اس سے مراد حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نیابتِ مُطْلَقہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام دینی و دنیوی اُمور میں شریعت کے مطابق تصرُّفِ عام کا اختیار رکھے جیسے خلفاءِ راشدین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی خلافت اور یہاں اسی امامتِ کُبریٰ کا بیان ہے۔

سوال: ایک امام میں کِن کِن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے؟

جواب: امام کیلئے ضروری ہے کہ وہ ظاہر ہو، امام قریشی، مسلمان، مرد، آزاد، عاقل، بالغ اور اپنی رائے، تدبیر اور شوکت و قوّت سے مسلمانوں کے اُمور میں تصرُّف یعنی تبدیلی کر

سکتا ہو یعنی صاحبِ سیاست ہو۔ اپنے علم، عدل اور شُجاعت و بہادری سے احکام نافذ کرنے اور دارُالاسلام کی سرحدوں کی حفاظت اور ظالم و مظلوم کے انصاف پر قادر ہو۔

سوال: امام کے لئے ظاہر ہونا کیوں ضروری ہے؟

جواب: اس لئے کہ اگر امام لوگوں سے پوشیدہ ہو گا تو وہ کام انجام نہ دے سکے گا جن کیلئے امام کی ضرورت ہے۔

سوال: کیا قریش کے علاوہ کسی قبیلہ سے امام ہو سکتا ہے؟

جواب: قریشی کے علاوہ کسی کی امامت جائز نہیں۔

سوال: ایک امام کے ذِمّہ کیا کیا چیزیں لازم ہیں؟

جواب: مسلمانوں کے لئے ایک ایسا امام ضروری ہے جو ان میں شَرع کے احکام جاری کرے، حَدیں قائم کرے، لشکر ترتیب دے، صدقات وصول کرے، چوروں، لُٹیروں، حملہ آوروں کو مغلوب کرے، جمعہ و عیدین قائم کرے، مسلمانوں کے جھگڑے کاٹے، حقوق پر جو گواہیاں قائم ہوں وہ قبول کرے، ان بیکس یتیموں کے نکاح کرے جن کے ولی نہ رہے ہوں اور ان کے سوا وہ کام انجام دے جن کو ہر ایک آدمی انجام نہیں دے سکتا۔

سوال: امام کی اطاعت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: امام کی اطاعت مطلقاً ہر مسلمان پر فرض ہے جبکہ اس کا حکم شریعت کے خلاف نہ ہو، خلافِ شریعت میں کسی کی اطاعت جائز نہیں۔[1]

سوال: صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے بارے میں ایک مسلمان کو کیسا عقیدہ رکھنا چاہیے؟

---

[1] ....بہارِ شریعت، حصہ ۱، ۱/۲۴۰

جواب: حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تمام صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ مُتّقی و پرہیز گار ہیں ان کا ذکر اَدب، محبت اور توقیر کے ساتھ لازم ہے، تمام صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ جنّتی ہیں، روزِ محشر فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔

سوال: کسی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بارے میں زبان درازی کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: کسی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے بدعقیدگی یا کسی کی شان میں بدگوئی کرنا انتہائی درجہ کی بدنصیبی اور گمراہی ہے۔ وہ فِرقہ نہایت بدبخت اور بددین ہے جو صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ پر لَعن طَعن یعنی بُرا بھلا کہنے کو اپنا مذہب بنائے ان کی دشمنی کو ثواب کا ذریعہ سمجھے۔ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ کی بڑی شان ہے، ان کی تکلیف سے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایذا ہوتی ہے۔

سوال: صحابی کسے کہتے ہیں؟

جواب: جس نے ایمان کی حالت میں نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا ہو اور ایمان ہی کی حالت میں اس کا انتقال ہوا ہو وہ صحابی ہے۔

سوال: کیا کوئی مسلمان عبادت وریاضت کرکے کسی صحابی کے مَرتبہ کو پہنچ سکتا ہے؟

جواب: کوئی ولی، کوئی غوث، کوئی قُطب چاہے کتنی ہی عبادت کرلے مرتبہ میں کسی صحابی کے برابر نہیں ہوسکتا۔

....…....…....…....

اولیاءُ اللّٰہ رَحِمَھُمُ اللّٰہ

سوال: اولیاء اللّٰہ رَحِمَھُمُ اللّٰہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: اللہ کے وہ مقبول بندے جو اس کی ذات وصفات کی معرفت رکھتے ہوں، اس کی اطاعت و عبادت کے پابند رہیں، گناہوں سے بچیں، انہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنا قربِ خاص عطا فرمائے ان کو "اولیاء اللہ" کہتے ہیں۔

سوال: ولایت کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟

جواب: ولایت یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کا مُقرّب و مقبول بندہ ہونا محض اللہ عَزَّوَجَلَّ کا عطیہ ہے جو کہ مولیٰ کریم عَزَّوَجَلَّ اپنے برگزیدہ بندوں کو اپنے فضل و کرم سے نوازتا ہے۔ ہاں عبادت و ریاضت بھی کبھی کبھی اس کا ذریعہ بن جاتی ہے اور بعضوں کو ابتداءً بھی مل جاتی ہے۔

سوال: کیا بے علم بھی ولی بن سکتا ہے؟

جواب: نہیں، ولایت بے علم کو نہیں ملتی۔ ولی کے لئے علم ضروری ہے خواہ ظاہر حاصل کرے یا اس مرتبہ تک پہنچنے سے پہلے ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا سینہ کھول دے اور وہ عالِم بن جائے۔

سوال: اگر کوئی شخص شریعت پر عمل نہ کرے تو کیا وہ ولی بن سکتا ہے؟

جواب: جب تک عقل سلامت ہے کوئی کیسے ہی بڑے مرتبے کا ہو احکامِ شریعت کی پابندی سے ہرگز آزاد نہیں ہو سکتا اور جو خود کو شریعت سے آزاد سمجھے ولی نہیں۔

سوال: جو ایسے شخص کو ولی سمجھے، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: وہ گمراہ ہے۔

سوال: اولیاءِ کرام کیا کچھ کر سکتے ہیں؟

جواب: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے اولیاءِ کرام بہت کچھ کر سکتے ہیں، ان سے عجیب و غریب کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں مثلاً آن کی آن میں مشرق سے مغرب میں پہنچ جانا، پانی پر چلنا، ہوا

میں اُڑنا، جمادات یعنی بے جان چیزوں اور حیوانات سے کلام کرنا، بلاؤں اور مصیبتوں کو ٹالنا، دور دراز کے حالات ان پر ظاہر ہونا۔ اولیاء کی کرامتیں در حقیقت ان انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے معجزات ہیں جن کے وہ اُمّتی ہوں۔

سوال: کرامت کسے کہتے ہیں؟

جواب: اولیاء اللہ سے جو بات خلافِ عادت ظاہر ہو اسے "کرامت" کہتے ہیں۔

سوال: کیا ولی وہی ہے جس سے کرامت ظاہر ہو؟

جواب: اکثر اولیاءِ کرام سے کرامات ظاہر ہوتی ہیں، اولیاءِ کرام اپنی ولایت اور کرامات کو چھپاتے ہیں، ہاں جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے حکم پاتے ہیں تو ظاہر کر دیتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ جس سے کرامت ظاہر نہ ہو وہ ولی ہی نہیں۔

سوال: کیا کسی ولی سے بعدِ وصال بھی کرامت ظاہر ہو سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں۔ اولیاءِ کرام کے انتقال کے بعد بھی ان کی کرامات ظاہر ہوتی ہیں جسے ہر آنکھ والا دیکھتا اور مانتا ہے۔

سوال: کیا کسی فاسق و فاجر سے بھی کرامت کا ظہور ہو سکتا ہے؟

جواب: جی نہیں۔

سوال: چند ایک مشہور اولیاءِ کرام کے نام بتا دیجئے؟

جواب: حضور غوثِ اعظم سیّدُنا عبدُ القادر جیلانی، حضرت داتا گنج بخش ہجویری، حضرت خواجہ شہابُ الدین سہروردی، حضرت خواجہ مُعینُ الدین چشتی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی۔

سوال: اولیائے کرام سے ہمیں ملتا کیا ہے؟

جواب: اولیاء اللہ کی محبت دونوں جہانوں کی سعادت اور رضائے الٰہی کا سبب ہے۔ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ مخلوق کی حاجتیں پوری کرتا ہے۔ ان کی دعاؤں سے مخلوق فائدہ اٹھاتی ہے۔ ان کے مزاروں کی زیارت، ان کے عُرسوں میں شرکت سے برکات حاصل ہوتی ہیں، ان کے وسیلہ سے دعا کرنا قبولیّت کا ذریعہ ہے۔ ان کی سیرتوں سے رہنمائی حاصل کرکے گمراہی سے بچ کر صراطِ مستقیم پر استقامت کے ساتھ چلا جاسکتا ہے ان کی پیروی کرنے میں نجات ہے۔

سوال: کیا ایک مسلمان کے انتقال کے بعد کسی نیک عمل سے اسے فائدہ پہنچ سکتا ہے؟

جواب: کیوں نہیں! مرنے کے بعد مسلمان مُردوں کو صدقہ، خیرات، تلاوتِ قرآن شریف، ذکرِ الٰہی اور دعا سے فائدہ ہوتا ہے۔ ان سب چیزوں کا ثواب پہنچتا ہے، اسی لئے فاتحہ اور گیارہویں وغیرہ مسلمانوں میں بہت پہلے سے رائج ہے اور صحیح احادیث سے یہ اُمور ثابت ہیں، ان چیزوں کا منکر گمراہ ہے۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

•••• .... •••• .... •••• .... ••••

جنّت کی دُعا

حضرت سَیِّدُنا اَنس بن مَالِک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ نبیوں کے سُلطان، سرورِ ذیشان، سردارِ دوجہان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے تین مرتبہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے جنت کا سوال کیا تو جنت دُعا کرتی ہے کہ یااللہ عَزَّوَجَلَّ اس کو جنت میں داخل کردے اور جس شخص نے تین مرتبہ دوزخ سے پناہ مانگی تو دوزخ دعا کرتی ہے کہ یااللہ عَزَّوَجَلَّ اس کو دوزخ سے پناہ میں رکھ۔

ترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ، باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ ونعیمھا، ۴/۲۵۷، حدیث: ۲۵۸۱

(حصۂ دوم) معمولاتِ اہلسنّت

ندائے یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

سوال: کیا ہم اپنے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یارسولَ اللہ، یانبیَّ اللہ کہہ کر پکار سکتے ہیں، ایسا کرنا شرک تو نہیں؟

جواب: نبیوں کے سرور، محبوبِ ربِّ داور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یارسولَ اللہ، یانبیَّ اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وغیرہ الفاظ و القاب کے ساتھ نزدیک و دُور سے پکارنا بالکل جائز ہے، ہرگز شرک نہیں۔

سوال: اس کی کیا دلیل ہے؟

جواب: **قرآنِ مجید سے ثبوت:**

قرآنِ کریم میں بہت سے مقامات پر اللہ تعالٰی نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نداء فرمائی۔ ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ﴾، ﴿یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ﴾، ﴿یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾، ﴿یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ وغیرہ ان تمام آیات میں حرفِ ندا 'یا' کے ساتھ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو خطاب فرمایا ہے۔

حدیثِ مبارک:

صحیح مسلم میں حضرت سیِّدُنا براء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے جو حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مدینۂ پاک میں داخلے کا منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "عورتیں اور مرد گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور غلام گلی کوچوں میں متفرّق ہو گئے۔ نعرے لگاتے پھرتے تھے، یامُحَمَّدُ یارَسُوْلَ اللہِ، یامُحَمَّدُ یارَسُوْلَ اللہِ۔"[1]

---

1 ....صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقائق، باب فی حدیث الھجرة...الخ، ص۱۶۰۸، حدیث: ۲۰۰۹

نماز میں ہر مسلمان کا عمل:

ہر نماز کے تَشَہُّد میں مسلمان التحیات پڑھتے ہیں اور التحیات میں نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پکارا جاتا ہے بلکہ یہ پکارنا واجب ہے۔

سوال: قرآنِ مجید اور حدیثِ پاک میں تو رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ان کی حیاتِ ظاہری میں پکارنے کا ذکر ہے، کیا حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی پکارنا ثابت ہے؟

جواب: جی ہاں! آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد بھی صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور سلف صالحین آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پکارتے رہے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی دلیل تو ابھی التحیات کے ضمن میں نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پکارنے کی گزر چکی۔ نیز حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے زمانے میں نبوّت کے جھوٹے دعویدار مسیلمہ کذّاب کے خلاف مسلمانوں اور مُرتدّین کے درمیان جنگِ یمامہ ہوئی جس میں مسلمانوں کا نعرہ "یَا مُحَمَّدَاہ" تھا۔[1]

سوال: کیا بزرگانِ دین بھی نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پکارا کرتے تھے؟

جواب: جی ہاں!

حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا عمل:

حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا پاؤں سو گیا، کسی نے کہا: انہیں یاد کیجیے جو آپ کو

---

1 ....تاریخ الطبری، ذکر بقیۃ خبر مسیلمۃ الکذاب... الخ، ۲/۲۸۱

سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت نے باآوازِ بلند کہا: "یَا مُحَمَّدَاہ" فوراً پاؤں کھل گیا۔[1]

حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمَا کا عمل:

شارحِ صحیح مسلم امام نووی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ نے کتاب الاذکار میں اس کی مثل حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمَا سے نقل فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمَا کے پاس کسی آدمی کا پاؤں سو گیا تو عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمَا نے فرمایا: تو اس شخص کو یاد کر جو تمہیں سب سے زیادہ محبوب ہے تو اس نے "یَا مُحَمَّدَاہ" کہا، اچھا ہو گیا۔

اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ الرَّحۡمٰن ارشاد فرماتے ہیں: "اور یہ اَمر ان دو صحابیوں کے سوا اَوروں سے بھی مَروی ہوا۔ اہلِ مدینہ میں قدیم سے اس "یَا مُحَمَّدَاہ" کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔[2]

فائدہ: اہلسنّت و جماعت اہلِ حق کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیائے کرام اپنے مزاراتِ طیّبہ میں زندہ ہیں انھیں روزی دی جاتی ہے جیسا کہ حدیث شریف سے بھی یہ بات ثابت ہے تو سیّد الانبیاء کی حیات میں پھر کیسے شبہ ہو سکتا ہے اس لحاظ سے یارسولَ اللہ کہہ کر پکارنے کے جواز میں کسی قسم کا شک کیا ہی نہیں جا سکتا ہے کہ اللہ کی عطا سے زندہ بھی ہیں اور فریاد کرنے والے کی فریاد سنتے بھی ہیں اور اللہ کی عطا سے مدد کرنے پر قادر بھی ہیں تو ان تمام باتوں میں سے کوئی بات خلافِ شرع نہیں سب جائز و درست اور علمائے حق کی تصریحات سے ان کا جواز ثابت ہے

---

1 .... الشفاء، فصل فیما روی عن السلف والأئمة (من محبتهم للنبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وشوقهم له)، جزء۲، ص۲۳

2 .... فتاویٰ رضویہ، ۲۹/ ۵۵۲

بعض انکار کرنے والے اس عقیدۂ حقّہ ثابتہ سے غافل ہونے کی بناء پر بھی انکار کرتے ہیں اور بعض جانتے بوجھتے عِنادًا انکار کرتے ہیں اور فضائلِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے چڑتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔

.....

استِمداد و استِعانت

سوال: استمداد و استِعانت سے کیا مُراد ہے؟

جواب: اللہ عَزَّوَجَلَّ کو حقیقی مددگار جانتے ہوئے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اولیاء اللہ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے مدد مانگنا "استمداد" کہلاتا ہے اور "استِعانت" کا بھی یہی مطلب ہے۔

سوال: کیا انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اولیاء اللہ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے مدد مانگی جاسکتی ہے؟

جواب: انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنا بلاشبہ جائز ہے جبکہ عقیدہ یہ ہو کہ حقیقی امداد تو ربّ تعالیٰ ہی کی ہے اور یہ سب حضرات اس کی دی ہوئی قدرت سے مدد کرتے ہیں کیونکہ ہر شے کا حقیقی مالک و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کے بغیر کوئی مخلوق کسی ذرّہ کی بھی مالک و مختار نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص عطا اور فضلِ عظیم سے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کونین کا حاکم و مختار بنایا ہے اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور دیگر انبیائے کرام و اولیائے عِظام اللہ تعالیٰ کی عطا سے (یعنی اس کی دی ہوئی قدرت سے) مدد فرماسکتے ہیں۔

سوال: اس کی کیا دلیل ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی عطا سے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام و اولیاءِ عِظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی مدد فرماتے ہیں اور یہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے جیسا کہ سورۃُ التحریم پارہ 28 کی آیت 4 میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ ﴿۴﴾ (پ۲۸، التحریم: ٤)

ترجمۂ کنزالایمان: تو بے شک اللہ ان کا مدد گار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

حدیث شریف میں حضرت سیّدُنا عتبہ بن غزوان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضور پُر نور سیّدُ العالَمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: "جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور مدد چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے چاہئے یوں پکارے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا۔"[1]

سوال: کیا انبیاءِ کرام اور اولیاء اللہ سے ان کی وفات کے بعد بھی مدد مانگی جاسکتی ہے؟

جواب: جی ہاں! جس طرح زندگی میں ان سے توسّل کرنا اور مدد مانگنا جائز ہے اسی طرح ان کے وصال کے بعد بھی جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی اور ولی اپنی قبور میں زندہ ہوتے ہیں۔

سوال: مدد فرمانے کے ثبوت میں کوئی واقعہ ہو تو بیان کریں؟

جواب: اس پر ایک نہیں بلکہ بے شمار واقعات ذکر کئے جاسکتے ہیں، یہاں ایک واقعہ ملاحظہ

---

1 ....معجم کبیر، ۱۵/۱۱۷، حدیث: ۲۹۰

ہو، چُنانچہ امام طَبَرانی، علامہ ابنُ المُقرِی اور امام ابو الشیخ۔ یہ تینوں حدیث کے بہت بڑے امام گزرے ہیں اور یہ تینوں ایک ہی زمانہ میں مدینۂ منورہ کی ایک درسگاہ میں حدیث کا علم حاصل کرتے تھے، ایک بار ان تینوں طُلباءِ علمِ حدیث پر ایک وقت ایسا گزرا کہ ان کے پاس کھانے کو کچھ نہیں تھا، روزے پر روزے رکھتے رہے، مگر جب بھوک سے نڈھال ہو گئے اور ہمّت جواب دے گئی تو تینوں نے رحمتِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر فریاد کی یارسولَ اللہ! ہم لوگ بھوک سے بیتاب ہیں۔ یہ عرض کر کے امام طَبَرانی تو آستانۂ مبارکہ ہی پر بیٹھے رہے اور کہا: اس در پر موت آئے گی یا روزی، اب یہاں سے نہیں اُٹھوں گا۔ امام ابو الشیخ اور ابنُ المُقرِی اپنی قیام گاہ پر لوٹ آئے، تھوڑی دیر بعد کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، دونوں نے دروازہ کھول کر دیکھا تو عَلَوِی خاندان کے ایک بزرگ دو غلاموں کے ساتھ کھانا لے کر تشریف فرما ہیں اور یہ فرمارہے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ابھی ابھی مجھے خواب میں اپنی زیارت سے مشرّف فرما کر حکم فرمایا کہ میں آپ لوگوں کے پاس کھانا پہنچادوں چُنانچہ جو کچھ مجھ سے فی الوقت ہو سکا حاضر ہے۔(1)

••••...••••...••••...••••

توسّل کرنا

سوال: انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام و اولیاءِ عِظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے توسّل کا کیا مطلب ہے؟

جواب: ان سے توسّل کا مطلب یہ ہے کہ حاجتوں کے بَر آنے اور مطالب کے حاصل ہونے

---

1 .... تذکرۃُ الحفّاظ، رقم: ۹۱۳، ۳/۱۲۱، ملخصاً

کے لئے ان محبوب ہستیوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ اور واسطہ بنایا جائے کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری نسبت زیادہ قُرب حاصل ہے، اللہ تعالیٰ ان کی دعا پوری فرماتا ہے اور ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے۔

سوال: انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام و اولیاءِ عِظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے توسّل کا کیا حکم ہے؟

جواب: دُنیاوی اور اُخروی حاجتوں کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان سے توسّل شرعاً جائز ہے۔

سوال: توسّل کرنا یعنی وسیلہ بنانے کا کیا ثبوت ہے؟

جواب: وسیلہ بنانا قرآن و سنّت اور سلف صالحین کے عمل سے ثابت ہے، چُنانچہ

آیتِ مبارکہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ (پ٦، المائدۃ: ٣٥)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

حدیثِ پاک: سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خود ایک نابینا شخص کو ایک دعا کے ذریعے وسیلہ کی تعلیم ارشاد فرمائی، چُنانچہ ترمذی شریف میں حضرت عثمان بن حُنَیف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے: ایک نابینا بارگاہِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کی کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے آنکھ والا کر دے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اگر تو چاہے تو میں تیرے لیے دعا کروں اور اگر تو چاہے تو صبر کر کہ وہ تیرے لیے بہتر ہے۔ عرض کی کہ دعا فرمائیں، حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے حکم دیا کہ اچھا وضو کرو، دو رکعت نماز پڑھو اور یہ دعا کرو: اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے

وسیلہ سے توجہ کرتا ہوں جو نبی رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں ، یارسولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تو اسے پوری فرمادے۔ اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ! میرے بارے میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت قبول فرما[1] (راوی بیان فرماتے ہیں) کہ وہ شخص جب آپ کے فرمانے کے مطابق دعا کرکے کھڑا ہوا وہ آنکھ والا ہو گیا۔[2]

سوال: کیا دنیا سے رِحلت کر جانے والوں سے توسّل جائز ہے؟

جواب: علماءِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی کی محبوب ہستیوں سے توسّل جائز ہے خواہ وہ دُنیاوی زندگی میں ہوں یا بَرزخی زندگی کی طرف منتقل ہو چکے ہوں۔

سوال: اس کی کیا دلیل ہے کہ وفات کے بعد بھی کسی نبی یا ولی کو وسیلہ بنانا جائز ہے؟

جواب: اس کے ثبوت میں کئی روایات پیش کی جاسکتی ہیں،اوپر نابینا کے توسّل کرنے کے بارے میں جو حدیث بیان کی گئی ہے اس کے بارے میں حدیث کی مُستَنَد کتابوں میں ہے کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس دنیا سے وصالِ ظاہری فرمانے کے بعد بھی لوگوں کو اس پر عمل کی تعلیم دیا کرتے تھے۔[3]

اسی طرح مشکوٰۃ بابُ الکرامات میں حضرت ابو الجوزاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ، فرماتے ہیں کہ مدینہ کے لوگ سخت قحط میں مبتلا ہو گئے تو انہوں نے حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے شکایت کی انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبر کی طرف غور کرو اس

---

1 .... ترمذی، احادیث شتی، باب۱۱۸، ۵/۳۳۶، حدیث: ۳۵۸۹

2 .... معجم کبیر، ۹/۳۱، حدیث: ۸۳۱۱

3 .... مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الحاجۃ، ۲/۵۶۵، حدیث: ۳۶۶۸

سے ایک طاق آسمان کی طرف بنادو حتّٰی کہ قبرِ انور اور آسمان کے درمیان چھت نہ رہے تو لوگوں نے ایسا کیا توخوب برسائے گئے حتّٰی کہ چارہ اُگ گیا اور اونٹ موٹے ہوگئے حتّٰی کہ چربی سے گویا کہ پھٹ پڑے تو اس سال کا نام پھٹن کا سال رکھا گیا۔"[1]

سوال: کیا توسّل کے حوالے سے آئمّہ مجتہدین کے واقعات بھی ملتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! آئمّہ اربعہ و دیگر فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی بھی بارگاہِ الٰہی میں وسیلہ پیش کرتے رہے ہیں:

امامِ اعظم رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْه کا عمل: امامِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ اپنے مشہور قصیدہ نعمانیہ میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں یوں عرض کرتے ہیں:

اَنْتَ الَّذِی لَمَّا تَوَسَّلَ بِكَ اٰدَمُ — مِنْ زِلَّةٍ فَازَ وَهُوَ اَبَاكَا

یعنی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم ہی وہ ہیں جب حضرت آدم عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے آپ کو وسیلہ بنایا تو وہ کامیاب ہوئے قبولیّتِ دُعا سے حالانکہ وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے والد تھے۔

امامِ شافعی رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْه کا عمل: امام شافعی رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْهِ بھی اللّٰہ تعالٰی کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کرنے کے قائل تھے، چُنانچہ خطیب بغدادی رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْهِ نقل فرماتے ہیں: حضرت امام شافعی رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْهِ حضرت امام اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ سے توسّل کرتے، ان کی قبر پر حاضر ہو کر زیارت کرتے، پھر اپنی حاجت پوری ہونے کے لیے اللّٰہ تعالٰی کی بارگاہ میں انہیں وسیلہ بناتے۔[2]

••••...••••...••••...••••

---

1 ... دارمی، مقدمة، باب ما أکرم اللّٰہ تعالٰی نبیه بعد موته، ۱/۵٦، حدیث: ۹۲، مشکوۃ المصابیح، ۲/۴۰۰، حدیث: ۵۹۵۰

2 ... تاریخ بغداد، باب ما ذکر فی مقابر بغداد المخصوصة، ۱/۱۳۵

ایصالِ ثواب

سوال: ایصالِ ثواب کسے کہتے ہیں؟

جواب: اپنے کسی نیک عمل کا ثواب کسی دوسرے مسلمان کو پہنچانا "ایصالِ ثواب" کہلاتا ہے۔

سوال: کیا ایصالِ ثواب کرنا جائز ہے؟

جواب: شریعتِ مطہرہ میں اپنے کسی بھی نیک عمل کا ثواب کسی فوت شُدہ یا زندہ مسلمان کو ایصال کرنا جائز و مستحسن ہے۔

سوال: کیا اس کے بارے میں احادیث بھی ہیں؟

جواب: جی ہاں! ایصالِ ثواب کے ثبوت میں احادیثِ مبارکہ موجود ہیں۔

حدیث ۱: حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں عرض کیا کہ میری والدہ کا اچانک انتقال ہوگیا اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ کچھ کہتیں تو صدقے کا کہتیں پس اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں ثواب پہنچے گا فرمایا: "ہاں"۔[1]

حدیث ۲: حضرت سعد بن عُبادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میری ماں کا انتقال ہوگیا ہے، اُن کے لیے کون سا صدقہ افضل ہے؟ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "پانی" تو حضرت سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے[2] یعنی اس کا ثواب ان کی روح کو ملے۔

---

1. ....صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب موت الفجاۃ البغتۃ، ۱/۴۶۸، حدیث: ۱۳۸۸
2. ....ابو داود، کتاب الزکاۃ، باب فی فضل سقی الماء، ۲/۱۸۰، حدیث: ۱۶۸۱

سوال: کس کس چیز کا ثواب بخشا جاسکتا ہے؟

جواب: انسان اپنے کسی بھی نیک عمل کا ثواب کسی دوسرے شخص کو پہنچا سکتا ہے جیسے نماز، روزہ، صدقہ و خیرات وغیرہ۔

سوال: کیا زندوں کو بھی ایصالِ ثواب کر سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! کر سکتے ہیں۔

سوال: کیا اس سے مُردوں کو فائدہ پہنچتا ہے؟

جواب: جی ہاں! اس سے نیک لوگوں کے درجات بلند ہوتے ہیں، گناہ گاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور اہلِ قبر سختی یا عذاب میں مبتلا ہوں تو نجات مل جاتی ہے یا اس میں تخفیف ہو جاتی ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے ہوتا ہے۔

سوال: کیا ایصالِ ثواب کرنے والے کو بھی کچھ ملتا ہے؟

جواب: ایصالِ ثواب کرنے والا بھی اجر و ثواب سے محروم نہیں رہتا اس کے عمل کا اجر اس کے لئے بھی باقی رہتا ہے بلکہ ان سب کی گنتی کے برابر نیکیاں ملتی ہیں جن کو اس نے ایصالِ ثواب کیا ہوتا ہے۔

سوال: ایصالِ ثواب کے بارے میں کوئی واقعہ بھی پیش فرما دیجئے؟

جواب: شاہ ولیُّ اللہ مُحدّث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ جو کہ نذر و نیاز، چالیسواں، تیجہ، دسواں ایصالِ ثواب کے قائل تھے، لکھتے ہیں "شاہ عبدُالرّحیم صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے یومِ وصال میں ان کے پاس نیاز دینے کے لیے کوئی چیز میسّر نہ تھی۔ آخر کار کچھ بُھنے ہوئے چنے اور گُڑھ پر نیاز دی۔ رات میں نے دیکھا کہ نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس انواع و اقسام کے کھانے حاضر ہیں اور ان میں وہ گُڑھ اور چنے

بھی ہیں، آپ نے کمالِ مُسرّت والتفات فرمایا اور انہیں طلب فرمایا اور کچھ آپ نے تناوُل فرمایا اور کچھ آپ نے اَصحاب میں تقسیم کر دیا۔[1]

سوال: کیا ایصالِ ثواب کسی مقررہ دن ہی کرنا چاہیے یا کسی بھی دن ہو سکتا ہے؟

جواب: ایصالِ ثواب کے لئے نہ کسی وقت کو معیّن کرنا ضروری ہے نہ کسی عمل کو۔ بغیر کسی قید کے جب بھی چاہیں، کوئی نیک عمل کر کے میّت کو ایصالِ ثواب کر سکتے ہیں، چاہے کوئی صدقہ کرے یا مدرسہ و مسجد بنا دے، میّت کی طرف سے حج کرے، قرآنِ پاک کی تلاوت کر کے ثواب پہنچائے یہی کام کسی دن کو معیّن کر کے کئے جائیں اس میں بھی حرج نہیں کہ دن معیّن کرنے سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ لوگ جمع ہو جائیں اور اہتمام کے ساتھ عملِ خیر کیا جائے تعیین شرعاً منع نہیں ہے جیسا کہ نمازِ باجماعت میں لوگوں کی آسانی کے لئے ایک وقت مُقرّر کر دینا، کسی دینی اجتماع مَحافل یا شادی بیاہ وغیرہ کے لئے دن و تاریخ معیّن کر دینا جائز ہے۔ ہاں البتہ اسی تعیین کو ضروری سمجھنا کہ اس کے بغیر ایصالِ ثواب نہ ہو گا یہ درست نہیں جاہلانہ خیال ہے اس سے باز رہنا ضروری ہے۔

سوال: تیجہ، دسواں، چالیسواں کیا ہیں؟

جواب: فوت شُدہ مسلمانوں کے ایصالِ ثواب کے لئے عموماً قرآن خوانی اور محفلِ ذکر و نعت کا اہتمام کیا جاتا ہے نیز کھانا وغیرہ بھی پکا کر تقسیم کیا جاتا ہے، اگر اس طرح کا اہتمام فوت ہونے کے دوسرے روز ہو تو اسے دوجہ، تیسرے روز ہو تو تیجہ، دسویں روز ہو تو دسواں، چالیسویں روز ہو تو چالیسواں یا چہلم اور سال کے بعد ہو تو برسی کہتے ہیں ایک دو دن آگے پیچھے بھی ہو جائیں تو دسواں بیسواں یا چالیسواں ہی کہلاتا ہے۔

---

[1] ..... انفاس العارفین، ص ۶۷

سوال: ایصالِ ثواب کا کھانا کون کون کھا سکتا ہے؟

جواب: ایصالِ ثواب کا کھانا خود بھی کھا سکتے ہیں اور اپنے عزیز و اَقرباء و اَحبّاء، اَغنیاء و فقراء سب کو کھلا سکتے ہیں۔

سوال: کیا فاتحہ میں کھانے کا سامنے ہونا ضروری ہے؟

جواب: کھانے کا سامنے ہونا ضروری نہیں۔ سامنے کھانا رکھے بغیر بھی فاتحہ پڑھی جا سکتی ہے لیکن کھانے کا سامنے ہونا منع بھی نہیں، معمول ہے اور پڑھ کر اس پر دم بھی کیا جاتا ہے جس سے وہ بابرکت ہو جاتا ہے، اس میں حرج نہیں۔

سوال: محرّمُ الحرام میں پانی یا شربت کی سبیل لگانا کیسا ہے؟

جواب: پانی یا شربت کی سبیل لگانا جبکہ نیّت اچھی ہو اور مقصود خالص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا اور ارواحِ طیّبہ ائمّہ اطہار کو ثواب پہنچانا ہو تو بلاشبہ بہتر و مستحب و کارِ ثواب ہے۔ حدیث میں ہے: رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: جب تیرے گناہ زیادہ ہو جائیں تو پانی پر پانی پلا، تو تیرے گناہ اس طرح جھڑ جائیں گے جیسے سخت آندھی میں پیڑ کے پتّے جھَڑ جاتے ہیں۔ [1]

سوال: کیا گیارہویں شریف کی نیاز کرنا جائز ہے؟

جواب: گیارہویں شریف کی نیاز دلانا جائز ہے۔ یہ ہم حضور سیّدُنا غوثِ پاک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بارگاہ میں ایصالِ ثواب کرنے کے لئے کرتے ہیں اور یہ عمل جائز و مستحسن اور باعثِ اَجر و ثواب ہے بزرگوں سے نسبت و محبّت کی علامت ہے جو سعادت مندی کی دلیل ہے۔

---

1 ..... تاریخ بغداد، ۶/۴۰۰، رقم: ۳۴۶۴

سوال: رجبُ المرجّب میں کونڈوں کی نیاز دلوانے کا رواج ہے، کیا یہ جائز ہے؟

جواب: جی ہاں! بائیس رجبُ المرجّب میں حضرت سیّدُنا امام جعفر صادق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت جلال بخاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی کے ایصالِ ثواب کے لیے نیاز کی جاتی ہے جس میں چاول، کھیر یا پوریاں وغیرہ پکا کر ان کے کونڈے بھرتے ہیں، پھر ان پر ختم دلوایا جاتا ہے لہٰذا اسے کونڈے کا ختم یا نیاز کہتے ہیں۔ یہ بھی ایصالِ ثواب کی ایک صورت ہے اور ایصالِ ثواب کرنا جائز و مستحسن ہے۔

سوال: کونڈوں کے ختم میں کون سی باتیں منع ہیں؟

جواب: ۱... کونڈوں کی نیاز کے موقع پر جو کہانی عام طور پر سنائی جاتی ہے وہ مَن گھڑت ہے، اس کی کوئی اصل نہیں لہٰذا وہ کہانی پڑھی جائے نہ سنی جائے۔

۲... بعض جگہ یہ قید لگاتے ہیں کہ یہیں کھاؤ کہیں اور نہ لے جاؤ، یہ قید بھی بے جا ہے۔ ان باتوں سے اجتناب کیا جائے۔

۳... اسی طرح بعض یہ قید لگاتے ہیں کہ مٹّی کے برتن وغیرہ میں کونڈے کی نیاز ضروری ہے، یہ قید بھی ضروری نہیں۔

سوال: ایصالِ ثواب کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: آج کل مسلمانوں میں خصوصاً کھانے پر ایصالِ ثواب یعنی فاتحہ کا جو طریقہ رائج ہے وہ بھی بہت اچھا ہے، جن کھانوں کا ایصالِ ثواب کرنا ہے وہ سارے کھانے یا سب میں سے تھوڑا تھوڑا نیز ایک گلاس میں پانی بھر کر سب کو سامنے رکھ لیں اب اعوذ اور بِسمِ اللہ شریف پڑھ کر قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ایک بار، قُلْ هُوَ اللّٰهُ شریف تین بار، سورۂ فلق، سورۂ ناس اور سورۂ فاتحہ ایک ایک بار پھر الٓمّٓ تا مُفْلِحُوْن پڑھنے کے بعد یہ پانچ آیات پڑھیں:

(۱) وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (پ۲، البقرۃ:۱۶۳)

(۲) اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ (پ۸، الأعراف:۵۶)

(۳) وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (پ۱۷، الأنبیاء:۱۰۷)

(۴) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا (پ۲۲، الأحزاب:۴۰)

(۵) اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (پ۲۲، الأحزاب:۵۶)

اب درود شریف کے بعد پڑھے:

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۚ﴿۱۸۰﴾ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ ۚ﴿۱۸۱﴾ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (پ۲۳، الصّٰفّٰت:۱۸۰تا۱۸۲) پھر ایصالِ ثواب کرے۔

....٭....٭....٭....٭....

کسی بزرگ کا عُرس منانا

سوال: عُرس کسے کہتے ہیں؟

جواب: کسی بزرگ کی یاد منانے کے لئے اور ان کو ایصالِ ثواب کرنے کے لئے ان کے مُحِبّین و مریدین وغیرہ کا ان کی یومِ وفات پر سالانہ اجتماع ''عُرس'' کہلاتا ہے۔

سوال: کسی بزرگ کا عُرس منانا کیسا؟

جواب: بزرگانِ دین اولیاءِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی کا عُرس منانے سے مقصود ان کی یاد منانا اور ان کو ایصالِ ثواب کرنا ہوتا ہے اس لئے ان کے عُرس کا انعقاد کرنا شرعاً جائز و مستحسن اور اجر و ثواب کا ذریعہ ہے۔

سوال: اس کے جائز ہونے کی کیا دلیل ہے؟

جواب: بزرگانِ دین کے اَعراس میں ذکرُ اللہ، نعت خوانی اور قرآنِ پاک کی تلاوت اور اس کے علاوہ دیگر نیک کام کر کے ان کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے اور ایصالِ ثواب کے جائز اور مستحسن ہونے کے دلائل اوپر ذکر کئے جاچکے ہیں۔

سوال: مزارات پر حاضر ہونے کا کیا ثبوت ہے؟

جواب: مزارات پر حاضری دینا زمانۂ قدیم سے مسلمانوں میں رائج ہے بلکہ خود رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہر سال شُہداءِ اُحُد کے مزارات پر برکات لُٹانے کیلئے تشریف لاتے تھے۔ علامہ ابنِ عابدین شامی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں کہ ابنِ ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ حضور سیّدِ دوعالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شُہداءِ اُحُد کے مزارات پر ہر سال کے شروع میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ [1]

سوال: بزرگانِ دین کے مزار پر کیوں جاتے ہیں اس ضمن میں کوئی واقعہ ہو تو وہ بھی ارشاد فرمادیں؟

جواب: اولیاء اللہ رَحِمَھُمُ اللہُ تَعَالٰی کے مزارات پر جانا باعثِ برکت اور رفعِ حاجات کا ذریعہ ہے۔ اس لیے بزرگانِ دین کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اولیاءِ کرام کی قبور پر جاتے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اپنی حاجات کیلئے دعا کرتے جیسا کہ علامہ ابنِ عابدین شامی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس بارے میں مقدمہ ردُّ المحتار میں امام شافعی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے نقل فرماتے ہیں: ”میں امام ابو حنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر پر آتا

---

1 ……ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی زیارۃ القبور، ۳/۱۷۷

ہوں اگر مجھے کوئی حاجت در پیش ہوتی ہے تو دو رکعت پڑھتا ہوں اور انکی قبر کے پاس جا کر اللہ تعالٰی سے دعا کرتا ہوں تو جلد حاجت پوری ہو جاتی ہے۔"(1)

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ عُرس پر غیر شرعی کاموں کا ارتکاب کیا جاتا ہے لہٰذا وہاں جانا اور عُرس منانا جائز نہیں، یہ کہاں تک درست ہے؟

جواب: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ عُرس کا مسئلہ قرآن وحدیث، صحابۂ کرام اور اولیاءِ صالحین کے عمل سے واضح ہو چکا ہے اور ہماری مُراد بھی وہی عُرس ہیں جو شریعتِ مطہرہ کے مطابق منائے جاتے ہیں۔ہاں! غیر شرعی اُمور تو وہ ہر جگہ ناجائز ہیں اور یہ ناجائز کام عُرس کے علاوہ بھی ہوں تو ناجائز ہیں اور شریعت کے احکام کی معمولی سی سمجھ بوجھ رکھنے والا مسلمان انہیں جائز نہیں کہہ سکتا، ان خُرافات سے دور رہنا چاہیے اور حتّی المقدور دوسرے مسلمانوں کو بھی اس سے بچانا چاہیے۔

سوال: کسی بزرگ کے نام کا جانور ذبح کرنا کیسا؟

جواب: کسی بزرگ کے نام کا جانور ذبح کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں جبکہ ذبح کرتے وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کا نام لیکر ذبح کیا جائے۔ کیونکہ اگر ذبح کے وقت اللہ تعالٰی کے سوا کسی دوسرے کا نام لیا تو وہ جانور حرام ہو جائے گا لیکن کوئی مسلمان اس طرح نہیں کرتا، ہمارے یہاں لوگ عموماً جانور خریدتے یا پالتے وقت کہہ دیتے ہیں کہ یہ گیارہویں شریف کا بکرا ہے یا فلاں بزرگ کا بکرا ہے یا گائے ہے جسے بعد میں اس موقع پر ذبح کر دیا جاتا ہے، اور ذبح کے وقت اس پر اللہ تعالٰی کا نام ہی لیا جاتا ہے اور اس ذبح سے مقصود اس بزرگ کے

1 ......ردالمحتار، مقدمۃ الکتاب، مطلب یجوز تقلید المفضول مع وجود الافضل، ۱/ ۱۳۵

لئے ایصالِ ثواب ہی ہوتا ہے اس میں حرج نہیں۔

••••...••••...••••...••••

پُختہ مزار اور قُبّہ بنانا

سوال: قبروں پر مزارات بنانا کیسا ہے؟

جواب: انبیاءِ کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور مشائخ و علماء و اولیاءِ عِظام عَلَیۡہِمُ الرَّحۡمَۃُ کی قبروں پر مزار بنایا جاسکتا ہے شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔ علامہ اسمٰعیل حقی رَحۡمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ قرآنِ کریم کی آیت ﴿اِنَّمَا یَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ﴾ (پ۱۰، التوبۃ:۱۸) کے تحت فرماتے ہیں: ”علماء اور اولیاء صالحین کی قبروں پر عمارت بنانا جائز کام ہے جبکہ اس سے مقصود ہو لوگوں کی نگاہوں میں عظمت پیدا کرنا کہ لوگ اس قبر والے کو حقیر نہ جانیں۔“[1]

علامہ ابنِ عابدین شامی رَحۡمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ فرماتے ہیں: ”اگر میّت مشائخ اور علماء اور ساداتِ کرام میں سے ہو تو اس کی قبر پر عمارت بنانا مکروہ نہیں ہے۔“[2]

سوال: کیا یہ کام صرف پاک و ہند میں ہوتا ہے؟

جواب: اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ پوری دنیا میں اولیاءِ کرام کے مزارات و مقابر صدیوں سے موجود ہیں جو سلف صالحین کے عمل پر شاہد ہیں۔ خود ہمارے پیارے آقا و مولیٰ محمد مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضۂ مبارکہ پر سبز سبز گنبد قائم ہے اس سے بڑھ کر جواز کی اور کیا دلیل چاہیئے علماء و صُلحاء صدیوں سے وہاں حاضر ہوتے ہیں اور ان کے سامنے یہ گنبد بنا ہوا

---

1 ……روح البیان، التوبۃ، تحت الآیۃ۱۸، ۳/۴۰۰

2 ……ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی دفن المیت، ۳/۱۷۰

ہے جو بلاشبہ جواز کی دلیل ہے بعض نادان مسلمانوں کے ذہنوں میں بدمذہب اس حوالے سے شُبہات ووَساوِس ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالٰی ان سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

سوال: کیا قبر کو پختہ بنا سکتے ہیں؟

جواب: میّت کے ساتھ قبر کے متّصل حصے کو پختہ کرنا مکروہ ہے۔ اگر قبر باہر سے پختہ اور اندر سے کچی ہو تو اس میں حرج نہیں۔

سوال: کیا قبر پر نشانی کے لئے کَتبہ یا پتھر وغیرہ لگا سکتے ہیں؟

جواب: مسلمانوں کا اپنے عزیز و اَقارب کی قبروں پر نشانی و پہچان کیلئے کَتبہ لگانا جائز ہے۔

حدیثِ مبارک: ابوداؤد کی روایت ہے کہ ”جب حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت عثمان بن مظعون رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دفن فرمایا تو ان کی قبر کے سِرہانے ایک پتھر نصب فرمایا اور فرمایا کہ میں اس (پتھر) سے اپنے بھائی کو جانتا رہوں گا اور انکی قبر کے ساتھ میرے گھر والوں میں سے جن کا انتقال ہو گا انہیں دفن کروں گا۔“[1]

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ قبر پر یادداشت کیلئے پتھر لگانے میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں عام قبور پر لگائے گئے کَتبہ پر کوئی مُقدّس کلام نہیں لکھنا چاہئے کہ کہیں بے ادبی نہ ہو جبکہ مزارات پر عموماً عمارت ہوتی ہے جس سے بے ادبی کا اندیشہ بھی نہیں ہوتا۔ لہٰذا جہاں حفاظت کا اچھا انتظام ہو وہاں کَتبہ پر کوئی مُقدّس کلام لکھنے میں بھی حرج نہیں۔

.....…..…..…....

مزارات پر پھول چادر ڈالنا

سوال: کیا مزارات پر پھول ڈالنا جائز ہے؟

---

1 ...ابوداود، کتاب الجنائز، باب فی جمع الموتی فی قبر، ۳/ ۲۸۵، حدیث: ۳۲۰۶

جواب: مزاروں پر پھول ڈالنا جائز اور مستحسن ہے۔

سوال: اس کے جائز ہونے کی دلیل کیا ہے؟

جواب: اس کے جائز ہونے کی دلیل مشکوٰۃ شریف کی حدیثِ پاک ہے کہ ایک مرتبہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دو قبروں پر گزر ہوا، فرمایا کہ دونوں میّتوں کو عذاب ہو رہا ہے، ان میں ایک تو پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چُغلی کیا کرتا تھا پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک تَر شاخ لی اور اس کے دو حصے کئے اور پھر ہر ایک قبر پر ایک حصہ گاڑھ دیا، لوگوں نے عرض کیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا: جب تک یہ خشک نہ ہوں تب تک ان کے عذاب میں کمی رہے گی۔[1] کہا گیا ہے کہ اس لئے عذاب کم ہو گا کہ جب تک تَر رہیں گے تسبیح پڑھیں گے۔[2]

شرحِ حدیث: اشعۃُ اللّمعات میں اسی حدیث کے تحت ہے: اس حدیث سے ایک جماعت دلیل پکڑتی ہے کہ قبروں پر سبزہ اور گُل و رَیحان ڈالنا جائز ہے۔[3]

مِرقات میں اس حدیث کی شرح میں ہے: ہمارے بعض مُتاخرین اصحاب نے اس حدیث کی وجہ سے فتویٰ دیا کہ پھول اور کھجور کی ٹہنی چڑھانے کی جو عادت ہے وہ سنّت ہے۔[4]

سوال: مزارات پر چادر ڈالنا کیسا ہے؟

جواب: شریعتِ مطہرہ میں قبور پر چادر چڑھانا بلاشبہ جائز اور مستحسن عمل ہے کہ اس سے

---

1 ....مشکوۃ المصابیح، کتاب الطھارۃ، باب آداب الخلاء، الفصل الاول، ۱/۸۱، حدیث: ۳۳۸

2 ....مرقاۃ المفاتیح، کتاب الطھارۃ، باب آداب الخلاء، الفصل الاول، ۲/۵۸، تحت الحدیث: ۳۳۸

3 ....اشعۃ اللمعات، ۱/۲۱۵

4 ....مرقاۃ المفاتیح، کتاب الطھارۃ، باب آداب الخلاء، الفصل الاول، ۲/۵۹، تحت الحدیث: ۳۳۸

صاحبِ مزار کی تعظیم و عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔

سوال: قبر پر پانی چھڑکنا کیسا ہے؟

جواب: دفن کرنے کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا مسنون ہے۔ اسی طرح قبر کی خاک بکھر گئی ہو اور اب دوبارہ اس پر مٹی ڈالی گئی یا اس بات کا اندیشہ ہے کہ مٹی بکھر جائے گی تو اس پر پانی ڈال سکتے ہیں تاکہ قبر کی نشانی باقی رہے، بلاوجہ ہرگز نہ ڈالا جائے کہ اسراف ہے۔

••••...••••...••••...••••

زیارتِ قبور

سوال: مزارات پر جانا کیسا؟

جواب: شریعتِ مطہرہ میں مزاراتِ اولیاء اللہ پر جانا جائز اور سنّت سے ثابت ہے کہ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خود شُہداءِ اُحُد کے مزار پر تشریف لے جاتے تھے۔ جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے: ”بے شک نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہر سال شُہداءِ اُحُد کے مزارات پر تشریف لے جاتے۔“(1)

مزید ترمذی شریف کی روایت میں ہے: ”رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا تو اب محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اجازت دے دی گئی ہے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی، لہٰذا تم بھی قبروں کی زیارت کرو بے شک وہ آخرت کی یاد دلاتی ہے۔“(2)

---

(1) ....مصنف عبد الرزاق، کتاب الجنائز، باب فی زیارۃ القبور، ۳/۳۸۱، حدیث: ۶۸۴۵

(2) ....ترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الرخصۃ فی زیارۃ القبور، ۲/۳۳۰، حدیث: ۱۰۵۶

سوال: مزارات پر جانے سے کیا حاصل ہوتا ہے؟

جواب: مزارات و قبور کی زیارت کرنے سے دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی اور آخرت کی یاد آتی ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: سیّدنا بریدہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ سُرورِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب زیارت کیا کرو۔[1] "کیونکہ یہ دنیا میں بے رغبتی اور آخرت کی یاد پیدا کرتی ہے۔"[2]

سوال: کیا مزار کا بوسہ لے سکتے ہیں؟

جواب: زیارت کرنے والے کو مزار کا بوسہ نہیں لینا چاہئے، علماء کا اس میں اختلاف ہے لہٰذا بچنا بہتر ہے اور اسی میں ادب زیادہ ہے۔[3]

سوال: مزار پر حاضری کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت مجدّدِ دین وملّت مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن مزارات پر حاضری کی تفصیل یوں ارشاد فرماتے ہیں: "مزاراتِ شریفہ پر حاضر ہونے میں پائنتی کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر مُواجہہ میں کھڑا ہو اور متوسّط آواز بادب سلام عرض کرے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ پھر درودِ غوثیہ تین بار، الحمد شریف ایک بار، آیۃُ الکرسی ایک بار، سورۂ اخلاص سات بار، پھر درودِ غوثیہ سات بار اور وقت فرصت دے تو سورۂ یٰسین اور سورۂ ملک بھی پڑھ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرے

---

1 ....صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب استئذان النبی ربہ۔۔۔ الخ، ص ۴۸۶، حدیث: ۹۷۷

2 .... ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی زیارۃ القبور، ۲/ ۲۵۲، حدیث: ۱۵۷۱

3 .... فتاوی رضویہ، ۲۲/ ۴۷۵

کہ الٰہی عَزَّوَجَلَّ! اس قراءت پر مجھے اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے نہ اُتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اُسے میری طرف سے اس بندۂ خدا مقبول کو نذر پہنچا پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اُس کے لئے دعا کرے اور صاحبِ مزار کی روح کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے، پھر اُسی طرح سلام کرکے واپس آئے، مزار کو نہ ہاتھ لگائے نہ بوسہ دے اور طواف بالاتفاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام۔"[1]

••••...••••...••••...••••

نذرونیاز

سوال: منّت یا نذر کسے کہتے ہیں؟

جواب: ہمارے ہاں منّت کے دو طریقے رائج ہیں:(۱)ایک منّتِ شرعی اور(۲)ایک منّتِ عُرفی۔(۱)منّتِ شرعی یہ ہے کہ اللہ کے لئے کوئی چیز اپنے ذِمّہ لازم کرلینا۔ اس کی کچھ شرائط ہوتی ہیں اگر وہ پائی جائیں تو منّت کو پورا کرنا واجب ہوتا ہے اور پورا نہ کرنے سے آدمی گناہگار ہوتا ہے۔ اس گناہ کی نحوست سے اگر کوئی مصیبت آپڑے تو کچھ بعید نہیں۔ (۲)دوسری منّتِ عُرفی وہ یہ کہ لوگ نذر مانتے ہیں اگر فلاں کام ہوجائے تو فلاں بزرگ کے مزار پر چادر چڑھائیں گے یا حاضری دیں گے یہ نذرِ عُرفی ہے اسے پورا کرنا واجب نہیں بہتر ہے۔

سوال: کیا کسی نبی یا ولی کی نذرِ عُرفی مان سکتے ہیں؟

جواب: ازروئے شرع اللہ تعالٰی کے سوا کسی نبی یا ولی کی نذرِ عُرفی ماننا جائز ہے اور امیر

---

1 ....فتاویٰ رضویہ، ۹/ ۵۲۲

غریب اور ساداتِ کرام سبھی کے لئے کھانا بھی جائز ہے۔ اسی کو نذرِ عُرفی یا نیاز کہتے ہے۔ البتہ نذرِ شرعی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے ماننا ممنوع ہے۔

سوال: نذر ماننے میں کون سی احتیاطیں ملحوظِ خاطر رکھی جائیں؟

جواب: اس بارے میں صدرُ الشریعہ، بدرُ الطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ فرماتے ہیں: ”مسجد میں چراغ جلانے یا طاق بھرنے یا فلاں بزرگ کے مزار پر چادر چڑھانے یا گیارھویں کی نیاز دِلانے یا غوثِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ کا توشہ یا شاہ عبدُالحق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ کا توشہ کرنے یا حضرت جلال بخاری کا کونڈا کرنے یا محرّم کی نیاز یا شربت یا سبیل لگانے یا میلاد شریف کرنے کی منّت مانی تو یہ شرعی منّت نہیں مگر یہ کام منع نہیں ہیں کرے تو اچھا ہے۔ ہاں البتہ اس کا خیال رہے کہ کوئی بات خلافِ شرع اسکے ساتھ نہ ملائے مثلاً طاق بھرنے میں رَت جَگا ہوتا ہے جس میں کُنبہ اور رشتہ کی عورتیں اکھٹا ہو کر گاتی بجاتی ہیں کہ یہ حرام ہے یا چادر چڑھانے کے لئے لوگ تاشے باجے کے ساتھ جاتے ہیں یہ ناجائز ہے یا مسجد میں چراغ جلانے میں بعض لوگ آٹے کا چراغ جلاتے ہیں یہ خواہ مخواہ مال ضائع کرنا ہے اور ناجائز ہے، مٹی کا چراغ کافی ہے اور گھی کی بھی ضرورت نہیں، مقصود روشنی ہے وہ تیل سے حاصل ہے۔ رہا یہ کہ میلاد شریف میں فرش و روشنی کا اچھا انتظام کرنا اور مٹھائی تقسیم کرنا یا لوگوں کو بُلاوا دینا اور اس کے لئے تاریخ مقرّر کرنا اور پڑھنے والوں کا خوش الحانی سے پڑھنا یہ سب باتیں جائز ہیں البتہ غلط اور جھوٹی روایتوں کا پڑھنا منع ہے، پڑھنے والے اور سننے والے دونوں گنہگار ہونگے۔“(1)

••••...••••...••••...••••

---

(1)....بہارِ شریعت، حصہ ۹، ۲/ ۳۱۷

تبرّکات کی تعظیم

سوال: انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام و اولیاءِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی طرف منسوب اشیاء سے برکت وفائدہ حاصل کرنا کیسا ہے؟

جواب: انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام و اولیاءِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی طرف منسوب اشیاء سے برکت وفائدہ حاصل کرنا جائز ہے۔

سوال: اس کا کیا ثبوت ہے؟

جواب: اس کے ثبوت میں قرآن وحدیث کی بکثرت نُصوص پیش کی جاسکتی ہیں، چُنانچہ

(۱)۔۔۔تابوتِ سکینہ جس میں حضرت موسیٰ وہارون عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے تبرکات تھے ان سے بنی اسرائیل کا برکت وفائدہ حاصل کرنا دوسرے پارے میں موجود ہے۔

(۲)۔۔۔حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کی قمیض مبارک سے حضرت یعقوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کی آنکھوں کا صحیح ہوجانا سورۂ یوسف میں مذکور ہے۔

(۳)۔۔۔حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بال مبارک، وضو کے بچے ہوئے پانی، ناخنوں کے تراشے، چادر مبارک، تہبند مبارک، پیالہ مبارک، انگوٹھی مبارک سے صحابۂ کرام کا برکت حاصل کرنا بکثرت احادیث سے ثابت ہے۔

سوال: کیا قبر میں تبرکات وغیرہ رکھ سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! قبر کے اندر تبرکات وغیرہ رکھنا جائز وباعثِ ثواب اور میّت کیلئے دفعِ عذاب کا سبب بنتا ہے اور یہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان وسلف صالحین کے عمل سے ثابت ہے۔

حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی وصیّت تھی کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قمیص مبارک کہ، میرے کفن کے نیچے بدن سے متصل رکھنا اور موئے مبارک وناخن ہائے مقدّسہ کو

میرے منہ اور آنکھوں اور پیشانی وغیرہ مواضعِ سجود پر رکھ دینا۔[1]

سوال: اس ضمن میں اگر کوئی واقعہ ہو تو بیان فرمادیں؟

جواب: صحیح بخاری کی حدیثِ پاک میں ہے حضرت عبد اللہ بن مسلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سہل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے حدیث بیان کی کہ ایک عورت حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں ایک خوبصورت چادر لائی اور عرض کیا: آپ کو پہننے کیلئے پیش کر رہی ہوں، آپ اس کو تہبند کی صورت میں پہن کر باہر تشریف لائے تو ایک صحابی نے اس چادر کی تحسین کی اور سوال بھی کر لیا تو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے اسے کہا کہ تو نے اچھا نہیں کیا کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے اپنے لئے پسند فرمایا ہے اور یہ بھی تمہیں معلوم ہے کہ آپ سائل کو محروم نہیں فرماتے اس کے باوجود سوال کر لیا تو اس صحابی نے کہا کہ میں نے اس کو پہننے کے لئے نہیں طلب کیا بلکہ اپنے کفن کیلئے سوال کیا ہے، حضرت سہل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ وہ چادر اس سائل کا کفن بنی۔[2]

....

اذان و اقامت سے قبل درودِ پاک پڑھنا

سوال: اذان و اقامت سے پہلے یا بعد میں درودِ پاک پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اذان و اقامت سے پہلے یا بعد میں درود و سلام پڑھنا بالکل جائز اور مستحب ہے۔

سوال: اس کا کیا ثبوت ہے؟

---

1 .... فتاوی رضویہ، ۹/۱۱۷، ملخصاً

2 .... صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب من استعد الکفن ۔۔۔ الخ، ۱/۴۳۱، حدیث: ۱۲۷۷، ملخصاً

جواب: قرآنِ پاک میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓىٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّؕ-یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴿۵۶﴾ (پ۲۲، الأحزاب: ۵٦)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو، ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

قرآنِ پاک کی اس آیتِ مبارکہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے درودِ پاک پڑھنے کا حکم دیا اور اس میں نہ تو کوئی الفاظ مقرّر فرمائے کہ انہیں الفاظ کے ساتھ درود پڑھو اور نہ ہی کسی وقت کی قید لگائی ہے کہ اِس وقت پڑھو اور اُس وقت نہ پڑھو۔

حدیث شریف میں ہے: ”جس نے اسلام میں ایک اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اس کے لیے اس کا اجر ہے اور جو اس پر عمل کریگا اس کا اجر ایجاد کرنے والے کو بھی ملے گا۔“[1]

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اذان سے قبل درود شریف پڑھنا بھی مسلمانوں کے اندر رائج ہے اور اگر یہ کسی حدیث شریف سے ثابت نہ بھی ہو تب بھی کارِ ثواب ہے کہ دینِ اسلام میں جس نے اچھا کام شروع کیا اللہ تعالیٰ اسے نیک عمل کا ثواب عطا فرمائے گا اور جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان کے برابر بھی اس شخص کو ثواب عطا کیا جائے گا۔

سوال: کن مواقع پر درود شریف پڑھنا مستحب ہے؟

جواب: حضرت علامہ سیّد ابنِ عابدین شامی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ درود شریف پڑھنے کے مستحب مواقع بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”علماءِ کرام نے بعض مواقع پر درودِ پاک پڑھنے کے مستحب ہونے پر نص فرمائی ہے ان میں سے چند یہ ہیں: روزِ جمعہ اور شبِ جمعہ،

---

1 ....صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقۃ۔۔۔ الخ، ص۵۰۸، حدیث: ۱۰۱۷

ہفتہ اتوار اور سوموار کے دن، صبح وشام، مسجد میں جاتے اور نکلتے وقت، بوقتِ زیارت روضۂ اطہر، صفا و مروہ پر، خطبۂ جمعہ کے وقت، جوابِ اذان کے بعد، بوقتِ اقامت، دعا کے اوّل آخر اور بیچ میں، دعائے قنوت کے بعد، تَلْبِیَہ کہنے کے بعد، کان بجنے کے وقت اور کسی چیز کے بھول جانے کے وقت۔"[1]

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ اذان و اقامت سے قبل درود شریف نہ پڑھا جائے کہ عوامُ النّاس کہیں درود شریف کو اذان و اقامت کا حصّہ نہ سمجھ لیں، کیا یہ بات درست ہے؟

جواب: اس کا حل یہ نہیں کہ ایک مستحسن کام بند کر دیا جائے، علماءِ کرام نے اس کا حل یہ پیش فرمایا ہے کہ اذان و اقامت سے پہلے درود میں یہ احتیاط کرنی چاہئے کہ درود شریف پڑھنے کے بعد کچھ وقفہ کرے پھر اذان یا اقامت کہے تاکہ درود شریف اور اذان و اقامت کے درمیان فاصلہ ہو جائے یا درود شریف کی آواز اذان و اقامت کی آواز سے پست رہے تاکہ دونوں کے درمیان فرق رہے اور درود شریف کو اقامت کا جُزء نہ سمجھیں۔ اس طرح اذان و اقامت پڑھنے والا خوش نصیب صلوٰۃ وسلام کی برکتوں سے بھی مستفید ہوتا رہے گا۔

••••...••••...••••...••••

انگوٹھے چومنا

سوال: اذان میں حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اسمِ گرامی محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سُن کر اپنے انگوٹھے چوم کر اپنی آنکھوں سے لگانا کیسا ہے؟

جواب: جائز و مستحسن و موجبِ اجر و ثواب ہے اور سرکارِ دوجہاں، رحمتِ عالمیاں، شفیع

---

1 ...ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب نص العلماء علی استحباب...الخ، ۲/۲۸۱

مُنہ بناں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت کی علامت ہے۔

سوال: اس کا کیا ثبوت ہے؟

جواب: علامہ ابنِ عابدین شامی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”مستحب یہ ہے کہ جب پہلی شہادت سنے تو کہے: صَلَّی اللہُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہِ اور جب دوسری سُنے تو دونوں انگوٹھے اپنی دونوں آنکھوں پر لگانے کے بعد کہے: قَرَّتْ عَیْنِیْ بِكَ یَا رَسُوْلَ اللہِ پھر یہ کہے اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ تو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جنّت کی طرف اس کے قائد ہونگے جیسے کہ کَنْزُالْعِباد اور الفتاوی الصّوفیۃ میں ہے اور کتابُ الفردوس میں ہے کہ جس نے اذان میں اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ سننے کے بعد اپنے دونوں انگوٹھوں کو بوسہ دیا تو جنّت کی صفوں میں، میں اس کا قائد اور داخل کرنے والا ہوں گا۔ (1)

سوال: انگوٹھے چومنے کے بارے میں کوئی واقعہ ہو تو وہ بیان فرما دیں؟

جواب: اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت مجدّدِ دین و ملّت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن مسندُ الفردوس کے حوالے سے فرماتے ہیں: ”حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے مؤذّن کو اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ کہتے سُنا یہ دُعا پڑھی اور دونوں کلمے کی انگلیوں کے پورے جانبِ زیریں سے چُوم کر آنکھوں سے لگائے، اس پر حضورِ اَقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو ایسا کرے جیسا میرے پیارے نے کیا اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو جائے۔ (2)

---

1 ...ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی کراھۃ تکرار الجماعۃ فی المسجد، ۲/ ۸۴

2 ...فتاویٰ رضویہ، ۵/ ۴۳۲

سوال: اگر یہ دلائل نہ ہوتے تو کیا پھر بھی ایسا کرنا جائز ہوتا؟

جواب: جی ہاں !اگر اس کے لئے کوئی خاص دلیل نہ بھی ہو تو شریعت کی طرف سے اس کی ممانعت نہ ہونا ہی اس کے جائز ہونے کے لئے کافی ہے کیونکہ یہ چیزیں اصل کے اعتبار سے جائز ہیں جب تک کہ شریعت منع نہ کر دے۔یہی وجہ ہے کہ اذان کے علاوہ بھی محبت و تعظیم کی وجہ سے حضور سرورِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نامِ مبارک سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا جائز و مستحسن ہے۔

....…....…....…....

قبر پر اذان

سوال: دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان دینا کیسا ہے؟

جواب: دفن کے بعد قبر پر اذان دینا جائز و مستحسن ہے۔

سوال: قبر پر اذان دینے کا ثبوت کیا ہے؟

جواب: قبر پر اذان دینے کا جواز یقینی ہے کیونکہ شریعتِ مطہرہ نے اس سے منع نہیں فرمایا اور جس کام سے شرع مطہرہ منع نہ فرمائے اصلاً ممنوع نہیں ہو سکتا۔ نیز احادیث سے ثابت ہے کہ جب مُردے کو قبر میں اتارنے کے بعد منکر نکیر اس کے پاس آکر سوالات کرتے ہیں تو شیطان جو کہ انسان کا اَزَلی دشمن ہے، مسلمان کو بہکانے کیلئے وہاں بھی آپہنچتا ہے اور یہ بات بھی احادیث سے ثابت ہے کہ شیطان قبر میں آتا اور مسلمان کو سوالات کے جواب دینے میں پریشانی میں مبتلا کرتا ہے تاکہ یہ سوالات کے جوابات نہ دے کر خائب و خاسر ہو اور جب اذان دی جاتی ہے تو شیطان بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔

چُنانچہ روایت میں ہے: ”جب مُردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ شیطان

اس پر ظاہر ہوتا ہے اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے یعنی میں تیرا رب ہوں۔" اس لئے حکم آیا کہ میّت کیلئے جواب میں ثابت قدم رہنے کی دعا کریں۔[1]

اور یہ اَمر بھی احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ اذان دینے سے شیطان بھاگتا ہے جونہی اذان کی آواز اس کے کان میں پڑتی ہے جس جگہ اذان دی جارہی ہو وہاں سے کوسوں دور بھاگ جاتا ہے چنانچہ صحیح مسلم میں جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: "شیطان جب اذان سنتا ہے اتنی دور بھاگتا ہے جیسے روحا۔" اور روحا مدینہ سے ۳۶ میل کے فاصلہ پر ہے۔[2]

سوال: کیا اذان نماز کے ساتھ خاص ہے؟

جواب: نہیں، ایسا نہیں کہ اذان نماز کے ساتھ خاص ہے۔ بعض لوگوں کو اذانِ قبر کے ناجائز ہونے کا شیطانی وَسْوَسہ شاید اس بنا پر آتا ہے کہ لوگ اذان کو نماز کے ساتھ خاص سمجھتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ شریعتِ مطہرہ نے نماز کے علاوہ کثیر مقامات پر اذان کو مستحسن جانا ہے جیسے نومولود کے کان اور دفعِ وبا و بلا وغیرہ مواقع میں۔

••••...••••...••••...••••

نماز کے بعد ذکر

سوال: کیا نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نماز کے بعد ذکر کرنا شرعاً جائز ہے۔

---

1 ....نوادر الاصول، الاصل الحادی والخمسون والمائتان، ۲/ ۱۰۲۰، بتغیرٍ، فتاوی رضویہ، ۵/ ۶۵۵

2 ....صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب فضل الاذان وھرب ۔۔۔ الخ، ص ۲۰۴، حدیث: ۳۸۸

سوال: اسکی کیا دلیل ہے؟

جواب: **حدیث ۱:** صحیح مسلم میں عبد اللہ بن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سلام پھیر کر بلند آواز سے یہ کلمات پڑھتے تھے: ”لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر، لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ، وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ، لَہُ النِّعْمَۃُ وَلَہُ الْفَضْلُ وَلَہُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنُ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ۔“(1)

حدیث ۲: صحیح مسلم میں ہے: حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے: ”فرائض سے فارغ ہو کر بلند آواز سے ذِکْرُ اللہ کرنا حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانہ میں مُروّج تھا۔“(2)

سوال: بلند آواز سے ذکر کرتے ہوئے کیا احتیاط پیشِ نظر رکھی جائے؟

جواب: بلند آواز سے ذکر کرنے میں یہ احتیاط پیشِ نظر رہے کہ سوتے ہوئے لوگوں کی نیند میں خَلل نہ آئے یا نمازی یا تلاوت کرنے والے کو تشویش نہ ہو۔

••••...••••...••••...••••

بڑی راتوں میں عبادت

سوال: شبِ معراج میں عبادت کرنا کیسا ہے اور اس کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: شبِ معراج شریف میں عبادت کرنا جائز و مستحسن ہے، اس میں عبادت کرنے

---

1 ....صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ، ص ۲۹۹، حدیث: ۵۹۴

2 ....صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ، ص ۲۹۴، حدیث: ۵۸۳

کی فضیلت بیان کرتے ہوئے عارف باللہ شیخ محقق شیخ عبدُالحق محدّث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی حدیث نقل فرماتے ہیں: ”رجب میں ایک ایسی رات ہے جس میں عبادت کرنے والے کیلئے سو سال کی نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے اور یہ رجب کی ستائیسویں رات ہے، جو اس رات بارہ رکعت نوافل اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھے اور سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرسو دفعہ پڑھے اور اللہ تعالٰی سے سو دفعہ استغفار کرے اور نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر سو بار درود پڑھے اور اپنے لیے دنیا وآخرت میں سے جو چاہے مانگے اور صبح کو روزہ رکھے تو بے شک اللہ تعالٰی اس کی سب دعاؤں کو قبول فرمائے گا، سوائے اس دعا کے جو گناہ کی ہو، اس روایت کو امام بیہقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ”شعبُ الایمان“ میں ابان سے اور انہوں نے حضرت سیّدُنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کیا۔“[1]

سوال: شبِ براءت کی فضیلت و اہمیت کیا ہے؟

جواب: اس کی فضیلت میں مُتعدّد احادیث مَروی ہیں حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ جب شعبان کی پندرھویں رات ہو تو رات کو جاگا کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو جب سورج غروب ہوتا ہے تو اس وقت سے اللہ تعالٰی آسمانِ دنیا کی طرف نُزولِ رحمت فرماتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا تاکہ میں اس کو بخش دوں، ہے کوئی رِزق طلب کرنے والا تاکہ میں اس کو رِزق دوں، ہے کوئی مصیبت زَدہ تاکہ میں اس کو اس سے نجات دوں۔ یہ اعلان طلوعِ فجر تک ہوتا رہتا ہے۔[2]

---

[1] ....ماثبت بالسنۃ، ص ۱۵۰، شعب الإیمان، باب فی الصیام، تخصیص شھر رجب بالذکر، ۳/۳۷۴، حدیث: ۳۸۱۲

[2] .... ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ، باب ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان، ۲/۱۶۰، حدیث: ۱۳۸۸

اسی طرح امُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے حضور کو اپنے بستر پر نہ پایا تو میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تلاش میں نکلی میں نے حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جنّتُ البقیع میں پایا، حضور سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو آسمانِ دنیا کی طرف نُزولِ رحمت فرماتا ہے اور قبیلۂ بنی کَلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ لوگوں کو بخش دیتا ہے۔"(1)

سوال: بڑی راتوں میں جمع ہو کر عبادت کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز و مستحسن ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں بحوالہ لَطائِفُ المعارِف ہے: "اہلِ شام میں آئمہ تابعین مثل خالد بن مَعدان و امام مکحول و لقمان بن عامر وغیرہُم (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم) شبِ براءت کی تعظیم اور اس رات عبادت میں کوششِ عظیم کرتے اور انہیں سے لوگوں نے اس کا فضل ماننا اور اس کی تعظیم کرنا اَخذ کیا ہے۔"(2)

سوال: ان راتوں میں مساجد کو سجانا کیسا ہے؟

جواب: جائز و مستحسن ہے کیونکہ اس سے مقصود اس رات کی تعظیم ہوتا ہے اور بحوالہ لطائِفُ المعارف گزر چکا کہ ائمہ تابعین اس رات کی تعظیم کیا کرتے تھے۔

....…....…....…....

سوال: شرک کسے کہتے ہیں؟

---

1 ....ترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان، ۲/۱۸۳، حدیث: ۷۳۹

2 .... فتاوی رضویہ، ۷/۴۳۳

جواب: شرک کہتے ہیں کسی کو اللہ تعالیٰ کی اُلوہیّت میں شریک ماننا یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس کی مِثل کسی دوسرے کی ذات کو ماننا یا کسی دوسرے کو عبادت کے لائق سمجھنا۔ مزید اس کو اس طرح سمجھیں کہ شِرک توحید کی ضِدّ ہے اور کسی شے کی حقیقت اس کی ضِدّ سے پہچانی جاتی ہے لہٰذا شِرک کی حقیقت جاننے کے لئے توحید کا مفہوم سمجھنا ضروری ہے۔

''توحید کا معنیٰ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کو اس کی ذات اور صفات میں شریک سے پاک ماننا یعنی جیسا اللہ تعالیٰ ہے ویسا ہم کسی کو نہ مانیں اگر کوئی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی دوسرے کو ''اللہ'' تصوّر کرتا ہے تو وہ ذات میں شِرک کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ جیسی صفات کسی اور کے لئے ماننا یہ صفات میں شرک ہے۔''

سوال: شِرک کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: شِرک کی تین اقسام ہیں :

(۱)۔۔۔جس طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ وُجود میں کسی کا محتاج نہیں ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا اس کی صفات بھی ہمیشہ سے ہیں ہمیشہ رہیں گی اس طرح کسی کا وُجود ماننا شِرک ہے۔

(۲)۔۔۔جس طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ کائنات کا خالق ہے اسی طرح کسی اور کو کائنات کا خالق یا اس کی تخلیق میں شریک ماننا شِرک ہے۔

(۳)۔۔۔اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کسی کو عبادت کے لائق سمجھنا شِرک ہے۔

سوال: جائز اُمور کو شِرک کہنے والوں سے میل جول رکھنا کیسا؟

جواب: جو مسلمان کو مشرک و کافر کہے حدیث شریف میں آیا کہ کفر کہنے والے کی طرف

لوٹتا ہے[1] اس لئے مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسوں سے جو بلاوجہ مسلمانوں کو بات بات پر شِرک وبدعت کے حکم لگاتے ہیں دور رہیں کہ حدیثِ مبارک میں بد مذہبوں سے دور رہنے اوران کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے، سلام کرنے وغیرہ دیگر معاملات سے منع فرمایا گیاہے۔

حدیثِ مبارک:

حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "بد مذہب سے دور رہو اور ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔"[2]

سوال: بدعت کسے کہتے ہیں؟

جواب: بدعت سے مراد ہر وہ نیا کام ہے جو سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک دور میں نہ تھا بعد میں کسی نے اس کو شروع کیا، اب اگر یہ کام شریعت سے ٹکراتا ہے تو اس بدعت کو بدعتِ سَیِّئَہ یعنی بُری بدعت کہتے ہیں، اسی کے بارے میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ یہ مَردود ہے اور وہ نیا کام جو قرآن وسنّت کے خلاف نہیں ہے اسکو بدعتِ مُباحہ یا حَسَنَہ یعنی اچھی بدعت کہتے ہیں یعنی حکم کے اعتبار سے مُباح ہے تو مُباحَہ اور مستحسن ہے تو حَسَنَہ بلکہ بعض بدعاتِ حَسَنَہ تو واجِبَہ بھی ہوتی ہیں جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

سوال: اچھی بدعت پر عمل کرنا کیسا؟

جواب: اچھی بدعت کو بدعتِ حَسَنَہ کہا جاتا ہے اس پر عمل کرنا کبھی واجب، کبھی مستحب ہوتا ہے اور اچھا طریقہ جاری کرنے والا اجر وثواب کا حقدار ہے جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں

---

1 .... صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان حال إیمان من قال لأخیه المسلم: یا کافر، ص۵۱، حدیث: ۶۰

2 .... صحیح مسلم، مقدمة، باب النهی عن روایة عن الضعفاء ... الخ، ص۹، حدیث: ۷

ہے: ”جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس کا بھی جو اس پر عمل کریں گے اور ان کے ثواب میں بھی کمی نہ ہو گی اور جو شخص اسلام میں بُرا طریقہ جاری کرے اس پر اس کا گناہ ہو گا اور ان کا بھی جو اس پر عمل کریں اور ان کے گناہ میں بھی کچھ کمی نہ آئے گی۔[1]

سوال: اچھی بدعت یعنی بدعتِ حَسَنَہ پر کوئی واقعہ بھی ارشاد فرمادیں؟

جواب: حضرت سیّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے زمانے تک مسلمان تنہا اکیلے اکیلے نمازِ تراویح پڑھا کرتے تھے، حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ مسجد کے پاس سے گزرے اور ان کو تنہا تراویح پڑھتے دیکھا تو سب کو ایک جگہ جمع کیا اور تراویح کی جماعت شروع کروائی اور حضرت اُبَیّ بن کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ان کا امام مُقرّر کیا اور پھر یہ الفاظ ارشاد فرمائے: نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ یعنی یہ کیا ہی اچھی بدعت ہے۔[2]

سوال: بدعت کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: بدعت کی تین قسمیں ہیں:۔(۱) بدعتِ حَسَنَہ (۲) بدعتِ سَیِّئَہ (۳) بدعتِ مُباحَہ

بدعتِ حسنہ: وہ بدعت ہے جو قرآن وحدیث کے اُصول و قواعد کے مطابق ہو اور شریعت کی نگاہ میں اس پر عمل کرنا ضروری ہو یا بہتر، اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱)... بدعتِ واجبہ جیسے: قرآن وحدیث سمجھنے کے لئے علمِ نحو کا سیکھنا اور گمراہ فِرقوں پر رَدّ کے لئے دلائل قائم کرنا۔

---

1. صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقۃ ولو بشق تمرۃ۔۔۔ الخ، ص۵۰۸، حدیث:۱۰۱۷
2. ...مشکوۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب قیام شھر رمضان، الفصل الثالث، ۱/۲۵۴، حدیث: ۱۳۰۱، ملخصاً

(۲)۔۔۔ بدعتِ مستحبہ جیسے: مدرسوں کی تعمیر اور ہر وہ نیک کام جس کا رواج ابتدائی زمانہ میں نہیں تھا جیسے محفلِ میلاد شریف وغیرہ۔

بدعتِ سیّئہ: وہ بدعت ہے جو قرآن وحدیث کے اُصول و قواعد کے مُخالِف ہو، اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

(۱)۔۔۔ بدعتِ محرمہ، جیسے بُرے عقائد

(۲)۔۔۔ بدعتِ مکروہہ، جیسے گناہوں کے نت نئے انداز

بدعتِ مُباحہ: وہ بدعت ہے جو حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ظاہری زمانہ میں نہ ہو اور حکمِ شریعت کے خلاف نہ ہو اور کرنے والا ثواب کا حقدار بھی نہ ہو جیسے عمدہ عمدہ کھانے وغیرہ۔

سوال: کچھ ایسے معاملات کی مثالیں بیان فرمادیں جو عہدِ رسالت میں نہ تھیں اور مسلمانوں نے بعد میں ایجاد کیں اور اس کو اچھا بھی سمجھتے ہیں؟

جواب: اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

(۱)۔۔۔ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے تراویح کی جماعت شروع کروائی لیکن حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مبارک زمانے میں ایسا نہیں ہوا تھا۔

(۲)۔۔۔ قرآنِ پاک کے اوپر نقطے و اعراب حجاج بن یوسف کے دور میں لگے ہیں چاروں صحابہ عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے یہ کام نہیں کیا جو اس نے کروایا اور اس پر کسی عالم نے انکار بھی نہیں کیا علمائے حق کی اجازت و تحسین کی بناء پر یہ عمل بھی مستحسن ہے۔

(۳)۔۔۔ مسجد میں امام کے کھڑے ہونے کے لئے محراب بنانا ولید مَروانی کے دور میں سیّدنا عمر بن عبد العزیز رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ایجاد کیا تھا۔

(۴)۔۔۔ چھ کلمے، اس طرح حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مقدّس دور میں مرتب نہ

تھے۔ لیکن ان کاموں کو کوئی گناہ نہیں کہتا اور نہ ہی کوئی منع کرتا ہے آخر کیوں؟
اس کی وجہ یہ ہے کہ ممانعت کی دلیل موجود نہیں ہے اگرچہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یا صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے زمانے میں بعض کام نہیں ہوئے مگر چونکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے ان سے منع بھی تو نہیں فرمایا ہے لہٰذا یہ کام کرنا، جائز ہے۔

....…....…....…....

میلاد شریف منانا

سوال: میلاد شریف منانا کیسا ہے؟

جواب: میلاد شریف منانا جائز اور مستحسن یعنی بہت اچھا کام ہے۔

سوال: میلاد شریف میں کیا ہوتا ہے؟

جواب: میلاد عرفِ عام میں ذکرِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نام ہے خواہ دو آدمی مل کر کریں یا ہزاروں اور لاکھوں۔ اس محفل میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی جاتی ہے، تلاوتِ قرآنِ مجید ہوتی ہے اور ذکرِ حبیبِ خدا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہوتا ہے اور ان کی نعتیں پڑھی جاتی ہیں اور ان پر صلوٰۃ و سلام پیش کیا جاتا ہے۔

سوال: میلاد شریف منانے کا ثبوت کیا ہے؟

جواب: میلاد کا جواز بکثرت آیات و احادیث اور سلف صالحین کے عمل سے ثابت ہے۔ اگرچہ جواز کے لئے یہ دلیل بھی کافی ہے کہ اس کی ممانعت شرع سے ثابت نہیں ہے اور جس کام سے اللہ تعالیٰ اور رسولِ پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے منع نہیں فرمایا وہ کسی کے منع کرنے سے ممنوع نہیں ہو سکتا۔ آیاتِ قرآنِ مجید آقائے نامدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آمد کے ذکرِ خیر سے مالا مال ہیں: چنانچہ پارہ 11 سورۂ یونس کی آیت 58 میں ارشاد

ہوتا ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْاؕ (پ۱۱، یونس:۵۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ فضل ورحمت پر خوشی کرنا چاہیے لہٰذا مسلمان حضورِ انور، شافعِ محشر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فضل ورحمت جان کر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکر کر کے خوشی مناتے ہیں اور یہ حکمِ الٰہی ہے۔

چُنانچہ اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے:

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۠ (پ۳۰، الضحیٰ:۱۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

نبی کریم، رءوف رَّحیم، حلیم کریم عظیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ تعالٰی کی عظیم ترین نعمت ہیں اور نعمتِ الٰہی کا چرچا کرنا حکمِ خداوندی ہے۔ لہٰذا مسلمان حبیبِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نعمتِ الٰہی سمجھتے ہوئے محفلِ میلاد کی صورت میں اسکا چرچا کرتے ہیں۔

سوال: اس ضِمن میں حدیث میں کوئی واقعہ مذکور ہو تو وہ بھی بیان فرمادیں؟

جواب: بخاری شریف میں ہے: ''حضرت عُروہ فرماتے ہیں: ثُوَیْبَہ ابولہب کی باندی تھی جسے اس نے (حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیدائش کی خوشی میں) آزاد کر دیا تھا۔ اس نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دودھ بھی پلایا۔ ابو لہب کے مرنے کے بعد اسکے بعض اہل (حضرت عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے اسے بہت بُری حالت میں خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا مرنے کے بعد تیرا کیا حال رہا؟ ابو لہب نے کہا: تم سے جُدا ہو کر میں نے کوئی راحت نہیں پائی سوائے اسکے کہ میں تھوڑا سا سیراب کیا جاتا ہوں اس لیے کہ میں نے

(حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیدائش کی خوشی میں) **ثُوَیْبَہ** کو آزاد کیا تھا۔[1]

شرحِ حدیث: امام قسطلانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ابنِ جَزَری نے کہا: شبِ میلاد کی خوشی کی وجہ سے جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے کہ اسکے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے حالانکہ ابولہب ایسا کافر ہے جس کی مذمّت میں قرآن نازل ہوا تو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اُمّتی مومن و مُوَحّد کا کیا حال ہو گا جو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت کی وجہ سے اپنی قدرت اور طاقت کے مُوافِق خرچ کرتا ہے۔ قسم ہے میری عُمر کی! اسکی جزا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضلِ عمیم سے جناتِ نعیم میں داخل کرے۔[2]

سوال: کیا حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات کے حوالے سے بھی ولادت کی خوشی منانے کا ثبوت ملتا ہے؟

جواب: جی ہاں! خود نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی ولادت کی خوشی منائی جیسا کہ امام مسلم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سیّدنا ابو قتادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کرتے ہیں: رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پیر شریف کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: **فِیْہِ وُلِدْتُ وَفِیْہِ اُنْزِلَ عَلَیَّ** اسی دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر وحی نازل ہوئی۔[3]

نیز میلاد منانا آج کی ایجاد نہیں مسلمان صدیوں سے میلاد مناتے آئے ہیں، چُنانچہ ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اور علامہ برہانُ الدین حلبی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: ”مسلمان تمام

---

1 .... صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب (وامھاتکم اللاتی ارضعنکم)، ۳/۴۳۲، حدیث: ۵۱۰۱، عمدۃ القاری، ۱۴/۴۴-۴۵، تحت الحدیث: ۵۱۰۱

2 .... المواھب اللدنیۃ، ذکر رضاعہ، ۱/۷۸

3 .... صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ۔۔۔الخ، ص۵۹۱، حدیث: ۱۱۶۲

مقامات اور بڑے بڑے شہروں میں ہمیشہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت کے مہینے میں محافل منعقد کرتے رہے ہیں۔[1]

سوال: ولادتِ مبارکہ کی درست تاریخ کیاہے؟

جواب: حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی ولادتِ مبارکہ پیر کے دن ہوئی ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور تاریخِ ولادت میں اقوال مختلف ہیں۔ مشہور تاریخ بارہ ربیع الاول ہے ساری دنیامیں اسی تاریخ کوخصوصی اہتمام کے ساتھ جشنِ ولادت منایا جاتا ہے۔

سوال: حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادتِ مبارکہ کی خوشی میں جلوس نکالنا، چراغاں وغیرہ کرنا کیسا؟

جواب: نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس دنیامیں جلوہ فرماہونے کی وجہ سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم و توقیر کیلئے جلوس نکالنا، پرچم لہرانا، اور جلوس میں شرکت کرنااور اپنی اپنی استطاعت کے مطابق چراغاں اور روشنی کرنا جائز و مستحسن ہے۔

سوال: مسلمان ولادتِ مبارکہ کے موقع پر جلوس کیوں نکالتے ہیں؟

جواب: مسلمان آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت باسعادت کے موقع پر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم وتوقیر کیلئے جلوس نکالتے، خوشیوں کا اظہار کرتے ہیں اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم وتوقیر کے لئے جو جائز کام کیا جائے اور اس میں کسی قسم کی خرابی بھی نہ ہو وہ جائز و مستحسن ہے۔

••••...••••...••••...••••

---

1 .... رسائل میلاد مصطفٰے، ص ۲۶

تقلید کی ضرورت واھمیت

سوال: تقلید کی حقیقت اور اس کے ضروری ہونے پر دلائل بیان کر دیجئے؟

جواب: ایک سمجھدار بچّہ بھی یہ بات بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ایسا شخص جو بالکل جاہل اور اَن پڑھ ہے اور اسے اپنے کام سے فرصت بھی نہیں ہے کیا وہ یہ اہلیت واستطاعت رکھ سکتا ہے کہ کتابیں پڑھ کر ہی خود کوئی مسئلہ معلوم کرلے، کجا یہ کہ وہ براہِ راست قرآن وحدیث سے مسئلے نکالے اور اس پر عمل کرے۔ ہر عاقل کے نزدیک اس کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔ لامحالہ وہ جاہل شخص کسی عالم سے پوچھے گا۔ وہ عالم اگر خود قرآن و حدیث سے مسائل نکالنے کی اہلیت نہیں رکھتا تو وہ اسے ان کتب سے پڑھ کر بتائے گا جس میں کسی عالِم مجتہد کے اَخذ و مرتب کردہ مسائل لکھے ہوں گے، اور اس مجتہد عالم نے وہ مسائل قرآن وسنّت ہی سے نکال کر بیان کئے ہوں گے۔ تو ایک جاہل یا عالِم غیر مجتہد جو اجتہاد کے ذریعے خود قرآن وحدیث سے مسائل نکالنے کی اہلیت وصلاحیت ہی نہیں رکھتا اس پر یہ ذمّے داری عائد کردینا کہ وہ خود قرآن و حدیث سے مسائل نکالے اس کے لئے تکلیف ما لا یُطاق ہے (یعنی ایسی تکلیف ہے جس کی وہ طاقت واہلیت ہی نہیں رکھتا)، بلکہ حکمِ قرآنی کے صریح خلاف ہے۔

معمولاتِ شرعیہ سے قطعِ نظر کرتے ہوئے جب ہم روز مرّہ کے حالات اور اپنے طرزِ زندگی پر نظر کرتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ ہم اپنی زندگی کے ہر لمحہ تقلید کے بندھنوں میں جکڑے ہوئے ہیں اس میں عوام وخواص، شہری، دیہاتی ہر طبقہ کے لوگ مساوی حصّہ دار ہیں۔ آپ غور کریں کہ ایک بچّہ ہوش سنبھالتے ہی اپنے ماں باپ اپنے مُربّی کی تقلید کے سہارے پروان چڑھتا ہے، ایک بیمار اپنے معالج کی تقلید کرکے ہی شفاء یاب ہوتا ہے، ایک مستغیث کسی قانون داں وکیل کی تقلید کرکے ہی اپنا حق پاتا ہے، راستہ سے نابلد ایک راہ رو

کسی راستہ بتانے والے کی تقلید کرکے منزلِ مقصود تک پہنچتا ہے، ایک ناخواندہ اپنے مُعلّم کی تقلید ہی سے صاحبِ علم و فضل بنتا ہے۔ صنعت و حرفت سے عاری کسی ماہرِ فن اُستاذ کی تقلید کرکے ہی صنعت کار ہوتا ہے یہ وہ روز مرّہ کی باتیں ہیں کہ ان سے نہ تو انکار کی کوئی گنجائش ہے اور نہ بَحث و تمحیص کی۔۔۔۔۔اور یہی تقلید ہے۔[1]

سوال: چاروں ائمّہ میں سے کسی ایک کی تقلید کیوں واجب ہے جب چاروں حق پر ہیں تو چاروں کی تقلید کی اجازت ہونی چاہیے جب چاہیں جس امام کی تقلید کریں؟

جواب: بلا شبہ چاروں امام(امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ اَجْمَعِیْن) حق پر ہیں لیکن ان میں سے کسی ایک امام کی پیروی اس لئے ضروری ہے کہ اگر ایسا نہ ہو تو ہر شخص اپنے نفس کی پیروی کرے گا اور جب دل چاہے گا جس امام کا مسئلہ آسان اور نفس کی خواہش کے مطابق اسے محسوس ہوگا اس پر عمل کرلے گا اور یہ شریعتِ مطہرہ کا مذاق اڑانا ہے کیونکہ بہت سے مسائل ایسے ہیں کہ بعض ائمّہ کے نزدیک حلال اور وہی مسائل بعض ائمّہ کے نزدیک حرام ہیں اور یہ نفس کا پیروکار صبح ایک امام کی پیروی کرتے ہوئے ایک مسئلہ کو حرام سمجھ کر اس لئے عمل نہ کرے گا کہ اس میں اس کے نفس کا مفاد نہیں ہے اور جب شام کو بلکہ اسی لمحے اس میں اپنا مفاد نظر آئے گا تو دوسرے امام کا مذہب اختیار کرتے ہوئے اسی مسئلہ کو اپنے لئے حلال کرلے گا اور اس طرح فقط خواہشِ نفس کی بنیاد پر احکامِ شرعیہ کو کھیل بنا کر پامال کرتا پھرے گا اس لئے انسان کو خواہشِ نفس پر عمل کرنے کے بجائے دین و شریعت پر عمل کرنے کیلئے کسی ایک امام مجتہد کا مُقلّد ہونا ضروری

---

1 ……مقالاتِ شارح بخاری، ۱/۲۵۳، ملخصًا

ہے ورنہ وہ فلاح وہدایت ہر گز نہ پاسکے گا۔

اس کو ایک دُنیاوی مثال سے یوں سمجھیں کہ اگر کسی منزل پر پہنچنے کے مختلف راستے ہوں تو منزل پر وہی شخص پہنچے گا جو ان میں سے کسی ایک کو اختیار کرے اور جو کبھی ایک راستہ پر چلے، کبھی دوسرے راستہ پر، پھر تیسرے پر پھر چوتھے پر تو ایسا شخص راستہ ہی ناپتا رہ جائے گا کبھی منزل تک نہیں پہنچ سکے گا یہی حال اس شخص کا ہو گا جو کسی ایک امام کی تقلید کا دامن نہ تھام لے بلکہ کسی مسئلہ میں کبھی کسی امام کی پیروی کرے اور کبھی دوسرے کی، پھر تیسرے کی پھر چوتھے کی تو وہ منزلِ آخرت جو کہ جنّت ہے اس تک نہیں پہنچ سکے گا بلکہ خواہشِ نفس کی خاطر راستہ ناپتا ہی رہ جائے گا اور راہِ منزل سے گم ہو کر گمراہی واندھیرے میں جاپڑے گا۔

سوال: اگر تقلید ضروری ہے تو صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے زمانہ میں تقلید کیوں نہیں ہوئی؟

جواب: صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ظاہری زندگی میں درپیش مسائل سے متعلق نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس کا حکم پوچھ لیا کرتے تھے اور بسا اوقات جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سوال کرنا ممکن نہ ہوتا تو صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اجتہاد کرکے حکمِ شرعی پر عمل فرماتے تھے۔ اجتہاد کی اصل مشہور حدیث شریف ہے حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے اوّلاً حدیث شریف کا متن اور اس کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَہُ إِلَی الْیَمَنِ قَالَ: ”کَیْفَ تَقْضِیْ إِذَا عَرَضَ لَکَ قَضَاءٌ؟“ قَالَ:

أَقْضِيْ بِكِتَابِ اللّٰهِ قَالَ: "فَإِنْ لَّمْ تَجِدْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ؟" قَالَ: فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: "فَإِنْ لَّمْ تَجِدْ فِيْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ؟" قَالَ: أَجْتَهِدُ رَأْيِيْ وَلَا آلُوْ قَالَ: فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى صَدْرِهٖ وَ قَالَ: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِمَا يَرْضٰى بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ". رواه الترمذی و أبو داؤد و الدارمی

یعنی روایت ہے حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب انہیں یمن بھیجا تو فرمایا: جب تمہیں کوئی مسئلہ درپیش ہو تو کس طرح فیصلے کروگے، عرض کیا: اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا، فرمایا: اگر تم اللہ کی کتاب میں نہ پاؤ، عرض کیا: تو رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّت سے فیصلہ کروں گا، فرمایا: اگر تم رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّت میں بھی نہ پاؤ، عرض کیا: اپنی رائے سے قیاس کروں گا اور کوتاہی نہ کروں گا، فرماتے ہیں: تب رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا (تھپکی دی) اور فرمایا: شکر ہے اس کا جس نے رسولُ اللہ کے رسول کو اس کی توفیق دی جس سے رسولُ اللہ راضی ہیں۔[1] (ترمذی، ابوداود، دارمی)(بحوالہ مشکوٰۃ)

مزید مفتی احمد یار خاں نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ارشاد فرماتے ہیں: صحابۂ کرام کو کسی کی تقلید کی ضرورت نہ تھی وہ تو حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی صحبت کی برکت سے تمام مسلمانوں کے امام اور پیشوا ہیں کہ ائمّہ دین امام اعظم ابو حنیفہ و شافعی وغیرہ وغیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ انکی پیروی کرتے ہیں۔ مشکوٰۃ باب فضائلُ الصحابہ میں ہے: "أَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ فَبِأَيِّهِمْ إِقْتَدَيْتُمْ إِهْتَدَيْتُمْ" یعنی

---

[1] .... مشکاۃ المصابیح، کتاب الامارۃ والقضاء، باب العمل فی القضاء۔۔۔الخ، ۲/۱۴، حدیث: ۳۷۳۷

میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تم جن کی پیروی کرو گے ہدایت پالو گے۔[1]" علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین" تم لازم پکڑو میری اور میرے خلفاءِ راشدین کی سنّت۔[2]

یہ سوال تو ایسا ہے جیسے کوئی کہے ہم کسی کے اُمّتی نہیں کیونکہ ہمارے نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کسی کے اُمّتی نہ تھے تو اُمّتی نہ ہونا سنّتِ رسولُ اللہ ہے، اس سے یہ ہی کہا جائے گا کہ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تو خود نبی ہیں سب آپ کی اُمّت ہیں وہ کس کے اُمّتی ہوتے ہم کو اُمّتی ہونا ضروری ہے ایسے ہی صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ تمام کے امام ہیں ان کا کون مسلمان امام ہوتا۔ نہر سے پانی اس کھیت کو دیا جاوے گا جو دریا سے دور ہو، مُکَبّرین کی آواز پر وہی نماز پڑھے گا جو امام سے دور ہو، لبِ دریا کے کھیتوں کو نہر کی ضرورت نہیں، صفِ اول کے مقتدیوں کو مُکبّرین کی ضرورت نہیں، صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ صفِ اوّل کے مقتدی ہیں وہ بلا واسطہ سینۂ پاکِ مصطفٰے عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے فیض لینے والے ہیں ہم چونکہ اس بَحر سے دور ہیں لہٰذا کسی نہر کے حاجتمند ہیں، پھر سمندر سے ہزار ہا دریا جاری ہوتے ہیں جن سب میں پانی تو سمندر ہی کا ہے مگر ان سب کے نام اور راستے جدا ہیں کوئی گنگا کہلاتا ہے کوئی جمنا، ایسے ہی حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام آبِ رحمت کے سمندر ہیں اس سینہ میں سے جو نہر امام ابو حنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سینہ سے ہوتی ہوئی آئی اسے حنفی کہا گیا جو امام مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سینہ سے آئی وہ مذہبِ مالکی کہلایا، پانی سب کا ایک ہے مگر نام جُدا گانہ اور ان نہروں کی ہمیں ضرورت پڑی نہ کہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو جیسے حدیث کی اسناد ہمارے لئے

---

1 ..... مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب الصحابة، ۲/۴۱۴، حدیث: ۶۰۱۸

2 ..... مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، ۱/۵۳، حدیث: ۱۶۵

ہے صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ کے لئے نہیں۔[1]

سوال: چاروں ائمّہ کے علاوہ کسی اور امام کی تقلید اب کیوں نہیں ہوسکتی؟

جواب: چاروں ائمّہ میں سے کسی ایک امام کا مُقلّد ہونا ضروری ہے کیونکہ اب حق انہیں چاروں میں منحصر ہے کیونکہ ان ائمّہ اربعہ کے اقوال ہی صحیح اسناد کے ساتھ مروی ہیں اور صرف انکے مذاہب ہی مُنَقّح ہیں جبکہ سلف میں ائمّہ اربعہ کے علاوہ دیگر مجتہدین کے اقوال نہ تو اسنادِ صحیح کے ساتھ مروی ہیں نہ کتبِ مشہورہ میں جمعیّت کے ساتھ مُدَوَّن ہیں کہ ان پر اعتماد صحیح ہو اور نہ ہی انکے مذاہب مُنَقّح ہیں اسی وجہ سے صرف ائمّہ اربعہ ہی کے مذاہب لائقِ اعتماد و قابلِ عمل ہیں۔

جیسا کہ علامہ سیّد احمد مصری طحطاوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ لکھتے ہیں: "هٰذِهِ الطَّائِفَةُ النَّاجِيَةُ، قَدْ اِجْتَمَعَتِ الْيَوْمَ فِيْ مَذَاهِبِ أَرْبَعَةٍ وَهُمُ الْحَنَفِيُّوْنَ وَالْمَالِكِيُّوْنَ وَالشَّافِعِيُّوْنَ وَالْحَنْبَلِيُّوْنَ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالٰى وَمَنْ كَانَ خَارِجًا عَنْ هٰذِهِ الْأَرْبَعَةِ فِيْ هٰذَا الزَّمَانِ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْبِدْعَةِ وَالنَّارِ"

یعنی اہلِ سنّت کا گروہِ ناجی اب چار مذہب میں مجتمع ہے وہ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی ہیں، ان سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، آج کے دور میں جو ان چار مذاہب سے خارج ہو بدعتی اور جہنمی ہے۔[2]

....

1 .... جاء الحق، حصہ اول، ص ۳۱

2 .... حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب الذبائح، ۴/۱۵۳

مآخذ و مراجع

قرآن مجید	مکتبۃ المدینہ، کراچی	••••	••••••••
نام کتاب	**مطبوعات / سن طباعت**	**نام کتاب**	**مطبوعات / سن طباعت**
کنز الإیمان	مکتبۃ المدینہ، کراچی	نوادر الأصول	مکتبہ امام بخاری، قاہرہ ۱۴۲۹ھ
التفسیر الکبیر	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ	المعجم الکبیر للطبرانی	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۲ھ
روح البیان	دار احیاء التراث العربی، بیروت	فردوس الأخبار	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
صحیح البخاری	دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۱۹ھ	شعب الإیمان	دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۲۱ھ
صحیح مسلم	دار المغنی، عرب شریف ۱۴۱۹ھ	تذکرۃ الحفاظ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۱۹ھ
سنن أبی داود	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۱ھ	الفردوس بمأثور الخطاب	دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۱۸ھ
سنن الترمذی	دار المعرفۃ، بیروت ۱۴۱۴ھ	مرقاۃ المفاتیح	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
سنن ابن ماجہ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ	أشعۃ اللمعات	کوئٹہ، پاکستان ۱۳۳۲ھ
المسند	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ	تاریخ بغداد	دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۱۷ھ
مشکاۃ المصابیح	دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۲۱ھ	عمدۃ القاری	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
سنن الدارمی	دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۰۷ھ	مصنف عبد الرزاق	دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۲۱ھ
مجمع الزوائد	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ	کتاب العقائد	مکتبۃ المدینہ، کراچی
جاء الحق	قادری پبلشر، لاہور	المواہب اللدنیۃ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۱۶ھ
رد المحتار	دار المعرفۃ، بیروت ۱۴۲۰ھ	الفتاوی الرضویۃ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور

ماثبت بالسنۃ	فرید بک اسٹال، لاہور ۱۴۲۳ھ	الشفاء للقاضی عیاض	مرکز اہل سنت برکات رضا، ہند ۱۴۲۳ھ
الدر المختار	دار المعرفۃ، بیروت ۱۴۲۰ھ	رسائل میلاد مصطفٰے	قادری رضوی کتب خانہ، لاہور
حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار	کوئٹہ، پاکستان	مقالات شارح بخاری	مکتبہ برکات المدینہ، کراچی ۱۴۳۵ھ
قانونِ شریعت	ضیاء القرآن، لاہور	مکتوبات امام ربانی	مکتبۃ القدوس، کوئٹہ، پاکستان
تاریخ الطبری	دار الکتب العلمیہ، بیروت	بہارِ شریعت	مکتبۃ المدینہ، کراچی
انفاس العارفین	فضل نور اکیڈمی گجرات	ہمارا اسلام	فرید بک اسٹال، لاہور

••••...••••...••••...••••

عیب چھپایئے جنت میں جایئے

حضرتِ سیدنا ابوسعید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ جو آدمی اپنے بھائی کی کوئی بُرائی دیکھ کر اس کی پردہ پوشی کر دے تو وہ جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ (کنزالعمال، ج ۳، ص ۱٤٥)

نابینا کو لے کر چلنے کی فضیلت

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ جو کسی نابینا کو چالیس قدم ہاتھ پکڑ کر چلائے گا اس کے چہرے کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔

(کنزالعمال، ج ۲، ص ۲٥٥)

مالِ وراثت میں
خیانت نہ کیجئے
مجلس افتاء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نیک نَمازی بننے کیلئے

ہر جُمعرات بعد نَمازِ مغرب آپ کے یہاں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں رِضائے الٰہی کیلئے اچّھی اچّھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمایئے ❁ سنّتوں کی تربیت کے لئے **مَدَنی قافلے** میں عاشِقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ❁ روزانہ **''فکرِ مدینہ''** کے ذَرِیعے **مَدَنی اِنْعامات** کا رِسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔

میرا مَدَنی مقصد: ''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔'' اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔ اپنی اِصلاح کے لیے **''مَدَنی اِنْعامات''** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **''مَدَنی قافلوں''** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ
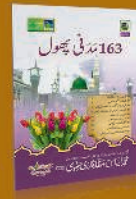
MC 1286
فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net